Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۴ ۔ ۵ اپریل ۱۹۳۳ء ۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ ۔ جلد ۳۲

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

ایمان کے ساٹھ سے اوپر شعبے ۱۲۵/۱۲۸ ۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن

اسلامی پردہ ۱۲۹/۱۳۶ ۔ مولانا "ابن عمر"

پہلی صدی کے مجدد ۱۳۷/۱۴۰ ۔ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل

بجواب مرقع امرتسری، مسیح موعودؑ کے کلام میں تناقض نہیں ۱۴۱/۱۵۲ ۔ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل جامعہ

کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟ ۱۵۳/۱۶۰ ۔ ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری (برہما سے)

ترقیات سلسلہ احمدیہ بعہد خلافت ثانیہ ۱۶۱/۱۶۴ ۔ اکمل

چندہ سالانہ اندرون ہند سے تین روپے

مستحق طلبا اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنے

چندہ سالانہ بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظم

اے کیف زندگی تری حالت عجیب ہے
گاہے رقیب ہے تو ہی گاہے حبیب ہے

بزم طلسم ناز میں ناشاد و شاد کیا
جو خوش نصیب ہے وہی حسرت نصیب ہے

عالم تمام مرتا ہے جینے کیواسطے
اے چارہ گر یہ موت ہی میرا طبیب ہے

کچھ سیکھنے کی ہے نہ سکھانیکی بات ہے
یہ عشق اپنے علم کا خود ہی ادیب ہے

جسطرح پلک آنکھ سے آتا نہیں نظر
یونہی مَیں اُس سے دُور وہ مجھ سے قریب ہے

آغوشِ مادری سے سوا ہے لحد میں چین
ہجرِ حبیب اب ہے نہ فکرِ رقیب ہے

ہے نزع میں جو حد سے فزوں تیزیِ نفس
بھڑکا ہُوا یہ شوقِ وصالِ حبیب ہے

پیری میں میرا سست قدم ضعف سے نہیں
ہوں مطمئن کہ اب مری منزل قریب ہے

اس دولتِ جہاں میں نہ دیکھا کوئی غنی
آسودہ قادیانی وہ ہے جو غریب ہے

جناب حکیم علیخاں قادیانی رامپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایمان کے ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں

بخاری شریف میں آتا ہے کہ ایمان کے ۶۰ سے کچھ اوپر شعبے ہیں یعنی شاخیں۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے اس میں فرائض۔ شرائع۔ حدود اور سنن ہیں۔ گویا یہ ۶۰ کے قریب شاخیں ایمان کی ایسی ہیں جن میں اصول اعتقادات نواہی اور اوامر سب داخل ہیں۔ پھر میں نے اسی باب الایمان میں ان باتوں کو جمع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ واقعی یہ باتیں ۶۰ کے قریب ہیں۔ سو ان کو جمع کر کے لکھ دیتا ہوں تاکہ ایمان کے طالبوں کو ان کا یکجائی طور پر علم ہو جائے۔ اور وہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو عوام بالکل معمولی خیال کرتے ہیں۔ مگر احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ وہ بھی ایمان کے ساتھ بڑا تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً اماطۃ الاذیٰ عن الطریق من الایمان۔ یعنی ایمان کی ایک شاخ یہ بھی ہے کہ راستہ میں جو تکلیف دینے والی چیز ہو اس کو ہٹا دیا جائے۔ حالانکہ بہت سے لوگ پبلک رستوں پر نجاست یا تکلیف دینے والی چیز بالکل بے پروائی سے ڈال دیتے ہیں۔ اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اور وہ شعب تحریر کرتا ہوں:۔

الحب فی اللہ ۔ اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنی ۔

البغض فی اللہ ۔ محض اللہ کے لئے کسی سے دشمنی کرنی ۔

کلمہ شہادت ۔ یعنی اپنے اسلام کو پبلک میں ظاہر کرنا ۔

اقام الصلوٰۃ ۔ نماز کا قائم کرنا ۔

ایتاء الزکوٰۃ ۔ زکوٰۃ دینا جس پر فرض ہو ۔

حج ۔ حج کرنا استطاعت والے کو ۔

صوم رمضان ۔ ہر سال رمضان بھر کے روزے رکھنے ۔

ایمان باللہ اللہ تعالےٰ کی ذات پر ایمان لانا ۔

" بالیوم الآخر ۔ قیامت حشر نشر وغیرہ پر یقین رکھنا ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان بالملٰئکۃ - فرشتوں پر ایمان لانا -

" بالکتب - خدا کی کتب پر ایمان لانا -

" بالنّبیّن - خدا کے رسولوں پر ایمان لانا -

" بالقدر - تقدیر الٰہی پر ایمان لانا -

اٰتی المال علیٰ حبّہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب } خدا کی رضا کے لئے رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں سائلوں اور غلاموں پر مال خرچ کرنا -

ایفائے عہد و امانت - اپنا عہد اور امانت پورا کرنا -

صبر فی البأساء والضّراء وحین البأس - غریبی بیماری اور جنگ میں صبر کرنا

خشوع فی الصلوٰۃ - نماز میں عاجزی -

اعراض عن اللغو - بیہودہ اور بیفائدہ کام سے بچنا -

حفاظت فروج - شرمگاہ کی حفاظت اور سب سوراخوں کی -

حفاظت صلوٰۃ - نماز کی حفاظت کرنی -

الحیاء من الایمان - حیا اور شرم کرنی بُری بات کے کرنے سے -

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ } مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان تکلیف نہ اُٹھائیں -

ھجرۃ - جس سے خدا نے منع کیا ہے اُسے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا یا خدا کے لئے ترک وطن کرنا -

اطعام الطعام - مخلوقات کو کھلانا پلانا -

افشاء السّلام من الاسلام - سلام کرنا اسلام کی ایک شاخ ہے -

لا یؤمن احدکم حتّٰی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ } ایمان ٹھیک نہیں ہوتا جب تک انسان اپنے بھائی کے لئے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے -

محبّت الٰہی -

حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان } (آنحضرتؐ سے محبّت رکھنی ایمان کی علامت ہے) اسی طرح دسویں شرط بیعت حضرت مسیح موعودؑ کی یہ ہے کہ مومن ان سے ایسی محبّت رکھے جس کی نظیر دنیا کے کسی رشتے میں نہ پائی جاتی ہو -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حُبّ الانصار من الایمان۔ } انصار کی محبت ایمان کی ایک شاخ ہے اور انصار
وآیۃ النفاق بغض الانصار۔ } سے عداوت نفاق کی علامت ہے۔

لا تشرکوا باللہ۔ اللہ سے شرک نہ کرو۔

لا تسرقوا۔ چوری نہ کرو۔

لا تزنوا۔ زنا نہ کرو۔

لا تقتلوا اولادکم۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

ولا تأتوا ببھتانٍ تفترونہٗ من ایدیکم وارجلکم۔ بہتان نہ باندھو کسی پر۔

لا تعصوا فی معروف۔ نبی یا اس کا نائب کسی نیک بات کا حکم کرے تو نافرمانی نہ کرے۔

من الدین الفرار من الفتن۔ دین میں یہ بات بھی داخل ہے کہ فتنوں سے بھاگو۔

معرفت۔ معرفت یعنی خداشناسی حاصل کرنی۔

جھاد فی سبیل اللہ

بیعت امام

کفران العشیر سے بچنا۔ عورت کے لئے خاوند کی ناشکری۔

قتل و سبّاب مسلم۔ مسلمان کو گالی دینی یا اس کو قتل کرنا۔

خوف المومن علیٰ نفسہ النفاق۔ نفاق سے ڈرنا بھی ایمان کی علامت ہے۔

نفاق کی علامات سے بچنا۔ مثلاً جھوٹ وعدہ خلافی۔ خیانت۔ گالی گلوچ۔

قیام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا من الایمان۔ شب قدر میں عبادت کرنا۔

تطوّع قیام رمضان من الایمان۔ رمضان میں تہجد گذاری ایمان ہے۔

طلب قربت الٰہی کا شوق۔

اتباع الجنائز من الایمان۔ جنازوں کے ساتھ جانا ایمان میں داخل ہے۔

رستے پر سے تکلیف دہ چیزیں ہٹانی۔

حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے مگر دین اس کا محفوظ ہے جو مشتبہات یعنی ان چیزوں سے بچے جو حلال اور حرام کے درمیان واقع ہیں۔

اداء الخمس من الایمان۔ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا ایمان ہے۔

شراب بلکہ شراب کے برتنوں تک سے پرہیز۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استغفار۔
وقار و سکینت۔
وضوء۔
نیّت۔ ہر عمل نیّت سے ہو اور ہر نیّت لِلّٰہ اور صواب کی ہو۔
تقویٰ:۔
احسان۔ یعنی اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے ورنہ کم از کم یہ تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔
خوف المومن ان یحبط عملہ وھو لا یشعر۔ مومن ہمیشہ اس بات کا خوف رکھے کہ بے خبری میں میرے اعمال ضائع نہ چلے جائیں۔
احب العمل عند اللہ ادومہ۔ خدا کے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ مومن اپنے اعمال پر دوام کرے امید رکھنا خدا پر۔
میانہ روی۔ ہر امر میں۔
الدّین یسرٌ پر عمل۔ دین کی آسانیوں والے راستوں پر چلنا۔

قرآن عقائد و اخلاق اور نیز ان پر مبنی قوانین کا ایک مکمّل ضابطہ پیش کرتا ہے اسمیں ایک وسیع جمہوریہ کے تمام آئین و اصول کیلئے، رشد و ہدایت کیلئے انصاف و عدالت کے لئے، ذہنی تعلیم و تربیت کیلئے، غربا کے متعلق نہایت محتاط قانون سازی کیلئے بنیادیں رکھی گئی ہیں لیکن ان تمام کا سنگِ بنیاد ذات باری تعالیٰ کا اعتقاد ہے جس کے قبضۂ قدرت میں انسان کی قسمتوں کی باگ ہے۔ (لڈلف کرنل)

جدید علمی انکشافات میں یا اُن مسائل میں جن کو تم نے اپنے علم کے زور سے حل کیا ہے۔ یا ہنوز وہ زیرِ تحقیق و نظر ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو تعلیمات قرآنی کے مخالف ہے۔ ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ و ہم نشین بنانے میں اب تک جتنی کوششیں کی ہیں اسلام و قرآن میں سب کچھ پہلے ہی سے موجود ہے۔
(لائف آف محمدؐ مصنفہ الکس لازوان)

قرآن شریف افریقہ کے حبشیوں کے دلوں میں تہذیب و شائستگی کی رُوح پھونکی سول گورنمنٹ کا نظام اور حدود عدالت کے قائم کرنے میں بڑا معاون ثابت ہُوا ہے اس نے ان میں ایسا نظامِ تہذیب و تمدّن پیدا کیا ہے جو ان اقطاع میں مفقود ہے جہاں ابھی تک اسلام کا قدم نہیں پہنچا۔ لوگوں کے فوائد و اغراض کے لئے نہایت ضروری ہے کہ حکومت برطانیہ اس کو قائم رکھ کر اس کو مضبوط اور طاقتور بنانے کی کوشش کرے۔ (مسٹر اے ڈی مارل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِسلامی پردہ

اقوام وملل عالم کے اخلاقی اور تمدّنی مدوجزر کی تاریخ پر نگاہ کیجئے، تو جہاں یہ حقیقت آپکے سامنے آئے گی کہ ان کی سماجی زندگی اس خصوص میں زمان ومکان کی مختلف فضاؤں کے زیر اثر مختلف پہلو اختیار کرتی رہی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان کے نزدیک اخلاقیات وتمدنیات میں بعض مسئلوں کے اہم اور غیر اہم ہونیکا معیار بھی کم وبیش ہوتا رہا ہے۔ وہی باتیں جن کی نسبت کسی وقت بالکل واضح اور مُبرہن ہونیکی وجہ سے خاص طور پر اور کثرت سے زیر بحث لانیکا خیال بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک وقت کے بعد سوسائٹی کا دلپسند اور لازمی موضوع بحث بنجاتی ہیں۔ اس پر کثرت سے مخالفانہ اور موافقانہ بحثیں شروع ہوجاتی ہیں۔ اور علاوہ اور وجوہات کے سوسائٹی کے افراد اپنی تمدّنی اخلاقی اور روحانی زندگی کو 'صراط مستقیم' اور 'جادہ سداد' پر ڈالنے کے لئے اس کا قطعی درست اور یقینی حل ضروری سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی مسائل میں سے 'عالم اسلامی' کے لئے آجکل پردہ کا مسئلہ بھی ہے*

بیشک صحابیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام صحابہ شریعت کا ایک اخلاقی نیز تمدنی مسئلہ ہونیکی وجہ سے دوسرے شرعی مسائل کی طرح اس کے متعلق بھی محض سادہ اور عام واقفیت حاصل کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ لیکن کبھی اُس زمانہ میں اِس مسئلہ نے شروع ہوجانیکے بعد بحث ومباحثہ کی صورت اختیار نہیں کی اور نہ ہی اس وقت اور اس وقت سے کچھ بعد تک اس پر موجودہ وقت کی طرح طول وطویل موافقانہ اور مخالفانہ تبصرے ہوئے تھے، لیکن آج زمانہ کی یہ حالت ہے کہ پردہ کا سوال ہر طرف پوچھا جارہا ہے مذہبی امور سے دلچسپی لینے والی کوئی مجلس کوئی میٹنگ کوئی اخبار یا رسالہ ایسا نہیں جس میں کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی پہلو سے اس مسئلہ کو زیر بحث نہ لایا گیا ہو۔ پھر ایک اسلامی ملک کے مسلمان ہی اس سے متاثر نہیں بلکہ 'ربع مسکون' کی تمام مسلم آبادی خواہ وہ ہندوستانی ہو یا افغانی ایرانی ہو یا ترکی، مصری ہو یا شامی پر یہ 'اثر انداز' ہو رہا ہے، اور ہر ملک کے مسلمان "عملی" اور علمی طور پر اس کے درپے ہو رہے ہیں۔ پھر "اسلامی دنیا" کے لئے ہی یہ چیز موضوع بحث نہیں بن رہی بلکہ غیر مذاہب کے اور منّاد بھی اسلام کے خلاف ایک ہتھیار سمجھ کر اس سے دلچسپی لے رہے ہیں*

الغرض ہر چند کہ اپنے آغاز میں بحث وتمحیص کے نقطہ نگاہ سے اس کو کچھ اہمیت حاصل نہ تھی۔ لیکن فی زمانہ مذہبی امور سے دلچسپی لینے والی 'صحافتی دنیا' میں 'خواتین کا پردہ' بیحد اہمیت حاصل کر چکا ہے*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبارت بالا کے بین السطور میں بتلایا گیا ہے کہ صحابہؓ کے وقت میں اس مسئلہ کو چنداں اہمیت نہیں دیگئی اور انہوں نے خاص طور پر شروع ہو جانے کے بعد اس مسئلہ کو اپنا موضوع بحث نہیں بنایا تو اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے گویا ہم اس بے سود، لغو اور لایعنی انداز خیال کو اختیار کر رہے ہیں۔ کہ اس وقت کے مسلمانوں کو بھی اس پر بحث کرنا چاہیئے یا ان کا اس پر بحث کرنا کوئی بدعت بنکر ان کے لئے نقصان دِہ ہوگا، کیونکہ ہم تو خود موجودہ دَور میں پردہ کے سوال کی اہمیّت کو تسلیم کرتے ہوئے اعتراف کر چکے ہیں کہ صحافتی دنیا' میں خواتین کے نقاب کے مسئلہ کو ہی بے نقاب نہیں کیا جا رہا بلکہ بعض ممالک تو خواتین کو بھی بے حجاب کر رہے ہیں اس سلسلہ میں رسوائے عالم' ترقی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اور اس مسئلہ کے یقینی درست اور قطعی حل کو سوسائٹی کی تمدّنی اور اخلاقی ترقی کے لئے ضروری قرار دے چکے ہیں۔ پس آغاز کی ان سطور کے لکھنے سے مدعا اس مسئلہ پر بحث کو خلاف شرع اور بدعت قرار دینا نہیں بلکہ اسلامی پردہ کی صحافتی تاریخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتلانا مقصود ہے کہ صحابہؓ، تابعین اور کسی حد تک تبع تابعین کے عہد تک یہ مسئلہ بحث و تمحیص کے نقطہ نگاہ سے اس اہمیّت کو اختیار نہیں کر سکا جیسی اہمیّت اس کو اس وقت اسلامی اور غیر اسلامی مذہبی دنیا میں حاصل ہے بلکہ اس پر لوگوں نے علمی اور عملی' طور پر دست اندازی سنہ ھ میں اور اس کے بعد شروع کی ہے ؞

بتلایا جا چکا ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ مذہبی امور سے دلچسپی لینے والے غیر مسلم بھی اس مسئلہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مذہبی تعصّب رکھنے والے غیر مسلموں سے اس اسلامی حکم کے افادی پہلو، ضرور نظر انداز ہو جائیںگے یا ارادۃً نظر انداز کر دیئے جائینگے۔ اور وہ انہی امور کو شائع کرینگے جن کی روشنی میں وہ اس کو اسلام کے خلاف ایک زبردست حربہ بنا سکیں۔ لیکن افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ اب یہ چیز غیر مسلموں ہی سے مختص نہیں رہی بلکہ ربع سکون کی مُسلم آبادی کا یوروپ زدہ طبقہ بھی ایسے غیر مُسلموں کا ہمنوا بن رہا ہے تحریر و تقریر کے علاوہ اپنے عمل سے بھی اسے لغو، بے سود بلکہ مضرت رساں ثابت کرنے میں حتی المقدور کوشاں ہیں[2]۔ اس حقیقت کے پیش نظر یہ مقالہ ابتدا ہی میں دو اہم شقوں میں منقسم ہو جاتا ہے

---

[1] تاریخ کے مطالعہ سے یہ زمانہ اموی بادشاہ ولید کا عہد حکومت متعین ہوتا ہے۔ "اسلامی پردہ کی تاریخ" کے باب میں انشاءاللہ اس پر مفصّل بحث کرینگے۔ اس وقت ہی پردہ کیوں زیر بحث آیا اور اس زمانہ کو اس مسئلہ سے کیا تعلق و نسبت ہے ؞

[2] دوران بحث میں ضرورت کے مواقع پر ایسے "تہذیب نو کے" پرستاروں کی نامشکور کوشش کا تذکرہ آتا رہے گا۔

منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اوّل۔ اسلامی پردہ پر مخالفانہ تبصرہ ؛

دوئم۔ اس تبصرہ کی اصلیت وحقیقت ؛

اسلامی پردہ پر جسقدر مخالفانہ لٹریچر شائع ہو چکا ہے اس کے مؤلف غیر مُسلم ہوں یا مُسلم۔ اس کے متعلق ہماری دیانتدارانہ رائے ہے۔ اور انشاء اللہ ایسے وجوہ و دلائل کی روشنی میں ثابت کرینگے کہ اس میں حقائق و واقعات پر صاف دلی سے بحث کرنے اور دلائل لکھنے کی بجائے نکتہ چینی اور اعتراض آفرینی کی خاطر بیشتر و بیجا تعصب اور جذبات نگاری سے کام لیا گیا ہے، اور تہذیب جدید کے قمقموں کی "بصیرت ربا" روشنی سے چندھیا کر اور اسلامی پردہ کے حدود و قیود کو درست طور پر سمجھنے اور متعین کرنے کے بغیر اسے ہدف طعن و ملامت بنانے کی نامشکور کوشش کی گئی ہے۔ اور اس کے مصنفین نے تعصب یا اپنی بیجا بڑھی ہوئی آزاد خیالی کے صدقہ پردہ کو ایسا قانون اصول اور حکم قرار دیا ہے۔ جو سوسائٹی کی رفتار سے بہت پیچھے رہ چکا ہے۔ اور اب جس کی حیثیت "قدیم کی جہالت کی یادگار" سے زیادہ کچھ نہیں ؛

بہرحال اسلامی پردہ کو مختلف گوشوں اور پہلوؤں سے مختلف اغراض و اثرات کے ماتحت محل اعتراض بنایا گیا ہے۔ اور ایسے تمام مخالفانہ اقوال و تبصروں کو ہم نے دس سوالات یا اعتراضات میں ان کے دلائل کے ساتھ اپنی طرف سے مرکوز کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کوئی قابل اعتناء سوال یا شبہات اُٹھتے ہیں اور سمجھتے ہوں کہ ان دس کے دس اعتراضات میں سے کسی میں بھی اس کی ترجمانی نہیں کی گئی۔ اور اسی طرح ان اعتراضات کے جوابات پڑھ کر بھی جو انشاء اللہ اس کے بعد اشاعت پذیر ہونگے۔ ان کے شبہ کا ازالہ اور خود ان کی تسلّی نہیں ہوئی تو اس کا جواب آنے پر اشاعت آیندہ میں درج کر دیا جائیگا۔[1]

پردہ کے مخالفین کا پہلا اعتراض عورتوں کو پردہ میں رکھنا ہیئت اجتماعی کے لئے سخت نقصان رساں اور تمدّن کی ترقی میں شدید روک ہے۔ کیونکہ شاہراہ تہذیب پر عورت و مرد انسانی گاڑی کے دو پہیئے یا ہوائی جہاز کے دو پر ہیں جن کا ہم پہلو ہموزن ہم رتبہ اور ہم حیثیت ہونا آگے بڑھنے کے لئے بیحد اہم اور لازمی ہے لیکن پردہ میں بٹھانے سے عورت کو اس حیثیت سے محروم کر دیا جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ معاملات دنیا میں پوری طرح شریک ہو کر اپنے فرائض کو پوری آزادی سے کماحقہ ادا نہیں کر سکتی۔ وہ کہتے ہیں جس طرح کسی

[1] ایسے خطوط ابن عمر معرفت جناب "اکمل" صاحب قادیان کے پتہ سے آنے چاہئیں ؛

مشین کے ایک اہم پُرزہ کے نہ ہونے سے وہ مشین اپنا کام بند کر دیتی ہے اسی طرح عورت کے گم ہونے سے (جو دنیا کے کارخانہ کا اہم جُزو ہے) کارخانۂ عالم نہیں چل سکتا۔ غرض اُن کے نزدیک چونکہ انتظام تمدن میں نسائیات کا مسئلہ بیحد اہم ہے اور عمرانیت کا مفہوم اس کے بغیر ایک وہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے عورت کو پردہ میں بٹھانا یقیناً انسانی تمدن کی ترقی کے راستہ میں ایک سنگ گراں ہے ؛

پردہ کے مخالفین کا اس پر دوسرا اعتراض

وہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام کے پاس ایسے جامع اور مفید اصول نہیں۔ جن پر چل کر انسان حقیقی پاکیزگی کو حاصل کر سکے اور برائیوں۔ بدیوں اور ناپاکیوں سے کنارہ کش ہو جائے اور وہ ایسی تجاویز پیش کرنے سے قاصر رہا جن کے ذریعہ انسانی جذبات و خواہشات کی تہذیب کی جا سکے اور ایسا پاک نفس انسان میں پیدا ہو جائے کہ اُس کے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہ اُٹھے کہ عورت کی طرف صرف اُس کے حُسن و جمال کی خاطر دیکھا جائے اس لئے اسلامی شریعت نے جذبات و احساسات کی تہذیب و اصلاح کے فرض کو سرانجام دینے کی بجائے عورت کو ہی قید میں ڈالدیا بالکل اُسی طرح جس طرح ایک غیر ملکی حکومت اپنی رعایا کے مطالبات کو منظور نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن اُس کے پاس اُن کے مطالبات کا کوئی جواب بھی نہیں ہوتا اُسوقت وہ استبداد پر اُتر آتی ہے اور سخت گیری کی روش اختیار کرتے ہوئے اپنی قوت کے بل بوتہ پر اُن کو کچلنے کے درپے ہو جاتی ہے۔ دراں حالیکہ اُس کا فرض تھا کہ یا تو اپنی رعایا کے مطالبات کو تسلیم کر کے اپنی آیندہ روش اُس کے مطابق تجویز کرتی۔ لیکن اگر اُن کے مطالبات اُس کی نگاہ میں غیر درست اور ناواجب تھے تو بوجوہ و دلائل اُسے رد کر دیتی۔ اسی طرح اگر عورت و مرد کا اختلاط بدنتائج اور بُرے عواقب کا پیش خیمہ تھا تو چاہیئے تھا کہ اسلامی تعلیم اس کا علاج تجویز کرتی نہ کہ شروع سے عورت کی جائز اور فطرتی آزادی پر دست اندازی شروع کر دیجاتی۔ غرض مخالفین کے نزدیک نسوانی پردہ کا حکم اسلام کے اخلاقی قوانین کے ناقص ہونیکا اعلان ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ یہ حکم دیکر اسلام نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنے متبعین کے جذبات کی تہذیب کے فرض کو سرانجام نہیں دے سکتا اور اُس کے قوانین دربارۂ خواہشاتِ نفسانی ایسے ناقص ہیں کہ وہ سوسائٹی کو اخلاق کے ایسے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچا سکتے جہاں ناپاکی اور بدی کا خیال بھی اُن کے دلوں میں نہ پیدا ہو اور اُسے بدکاری کے انسداد کی خاطر پردہ ایسی ناجائز پابندیوں کی احتیاج سے بے نیاز کر دے۔ اگر یہ بات نہیں تو اسلام کو چاہیئے تھا کہ بجائے عورت کا گلہ گھوٹنے کے اُسے قید کرنے کے ایسے وسائل تجویز کرتا جنپر چل کر انسان میں اپنی خواہشات پر ایسی قدرت اور طاقت پیدا ہو جاتی اور وہ اتنا مضبوط ہو جاتا کہ خود بخود اُسے برائیوں اور بدیوں سے نفرت اور گھن آنے لگتی۔ غرض پردہ پر اُنہیں دوسرا یہ اعتراض ہے کہ انسانی عفت کی حفاظت ایک سنہرہ مقصد ہے۔ لیکن اُس کے حاصل کرنیکا یہ ذریعہ نہیں کہ عورت کو ہی قید کر دیا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ جس سے انسانی اخلاق کو بلند اور اُس کے کیرکٹر کو مضبوط بنانیکی ضرورت ہے ؎

پردہ پر تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ پردہ حصول تعلیم میں روک ہے یعنی عورتیں پردہ میں بیٹھ کر پوری طرح تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں اور اُن کے جاہل اور بے علم رکھنے کا ایک بہت بڑا باعث یہی ہے ؎

اس اعتراض کو ایک اور پہلو سے بھی پیش کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ پردہ کی وجہ سے عورتیں مردوں کو مل نہ سکیں گی اور خیالات کے تبادل سے انسانی سوسائٹی محروم رہ جائیگی۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ عورتیں ہی ترقی نہیں کر سکتیں۔ اور جو علم مردوں سے حاصل ہو سکتے ہیں اُس سے محروم رہ جائینگی۔ بلکہ دنیا کے علمی ترقی میں بھی پردہ ایک روک ثابت ہوگا کیونکہ تبادلۂ خیالات علمی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے ؎

پھر کہا جاتا ہے کہ عورتوں کی تعلیم معمولی پردہ کی بجائے جس کو ہر وقت اُٹھایا جا سکتا ہے ایک اور معنوی پردہ پیدا کر دے گی اور تعلیم سے اُن کے کیرکٹر بہت مضبوط ہو جائینگے اور یہ چیز ظاہری پردہ سے بڑھکر اُن کی عصمت کی محافظ ہوگی اور اس طرح بدیوں کے بہت کم احتمالات رہ جائینگے ؎

غرض اُن کے اس سوال کے تین پہلو ہیں۔ اوّلؔ یہ کہ عورت پردہ کی وجہ سے جاہل رہتی ہے۔ دوؔم پردہ تبادلۂ خیالات کے مواقع کو محدود اور گفتگو کے دائرہ کو تنگ کر کے دنیا کی علمی ترقی میں ایک روک ہے۔ تیسرؔا یہ کہ عورتیں عصمت کی حفاظت کے ایک زرین اور بہترین وسیلہ سے پردہ کی بدولت محروم رہ جاتی ہیں ؎

پردہ پر چوتھا اعتراض عورتوں کو پردہ میں بٹھا دینے سے انسان پوری طرح اُن خوشیوں اور مسرّتوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا جو ہر دو صنف کے باہمی میل ملاپ کی صورت میں اُسے حاصل ہو سکتی تھیں گویا اسلام نے مسرّت کی گاڑی کے حسین پہیے کو توڑ ڈالا اور اس طرح دنیا ایک بہترین لذّت سے محروم ہو گئی ؎

پردہ پر پانچواں اعتراض متوسط یا غریب گھرانے کی عورتوں کو جہد البقا کے لئے بسا اوقات گھروں سے نکل کر کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ضرور ہے کہ اُن کو پردہ سے آزادی نصیب ہو۔ ورنہ وہ آمد کے بہت سے مواقع ہاتھ سے کھو دینگی اور پوری طرح اس قابل نہ ہو سکیں گی کہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں اور انہیں عزّت کی روٹی نصیب ہو۔ اور اس طرح بھی کسی گھرانے کے تمام افراد کا کاموں میں لگ کر آمد کے ذرائع پیدا کرنا اُن کی مالی حالت کو زیادہ مضبوط اور قابل اطمینان بنانیکا موجب ہو سکتا ہے بہ نسبت اس کے کہ بعض افراد تو کام میں لگے ہوں اور باقی ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ لیکن اسلام نے عورت کو پردہ میں بٹھا کر اُس کی آزادی اُس سے چھین لی۔ اور اُس کو دنیا کے کام و کاج میں حصّہ لینے سے محروم کر دیا ؎

گویا ان کا پانچواں اعتراض یہ ہے کہ پردہ سوسائٹی کو اقتصادی مشکلات میں پھنسانے والا ہے ؎

پردہ پر چھٹا اعتراض علم النفس کے ایک مسلّمہ اصول کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ سائکالوجی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہرین کا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ احساس ہو جائے کہ لوگوں کو اُس پر اعتماد نہیں رہا۔ اور اُن کے قلوب میں اُس کے متعلق بے اعتباری کے جذبات پائے جاتے ہیں تو اس احساس کا اُس کے بعض اخلاقی قویٰ پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور بعض خاص خوبیوں کے اپنے اندر پیدا کرنے کی یا تو ایسا شخص کوشش ہی نہیں کرتا یا کرتا بھی ہے تو اکثر اُس میں ناکام رہتا ہے۔ اور اُس کی بجائے بعض بداخلاقیاں اُس میں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور بالآخر کار بعض ایسی بدیوں سے وہ اپنے دامن کو ملوّث کر لیتا ہے جس سے بالکل ممکن ہے کہ اِس احساس کے نہ پیدا ہونیکی صورت میں بہت حد تک محفوظ رہتا ؎

اس اصل کے پیش نظر معترضین کا خیال ہے کہ اسلام نے پردہ کا حکم دیکر انسان میں اعتمادِ نفس کی روح کو کچلنے کی کوشش کی ہے جس کو جیسا ہم نے بتلایا اخلاقیات کے باب میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اُن کا مفہوم اس سے یہ ہے۔ کیوں نہ عورتوں اور مردوں کو بے حجابانہ ملنے کی اجازت دیجائے اور کیوں نہ اُن پر اعتبار و اعتماد کیا جائے کہ وہ خرابیوں سے مجتنب رہینگے اور بُرائیاں اُن سے ظہور پذیر نہیں ہونگی اس لئے اُن پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہوئے اُنہیں کُھلا چھوڑ دینا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ خیال کیا گیا۔ کہ اگر مردوں اور عورتوں کو میل و ملاپ کے کُھلے مواقع دے دیئے گئے تو وہ بعض بدیوں سے اپنے کو ملوّث کرلینگے تو بالکل ممکن ہے کہ یہ بے اعتمادی کا احساس سوسائٹی کے لئے بجائے فائدہ کے نقصان کا موجب ثابت ہو اور لوگ نیکی کی راہوں پر قدم مارنے کی بجائے بدی کے راستوں پر گامزن ہو جائیں۔ غرض یہ سوال علم النفس کے ایک مسلّمہ اصول پر مبنی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بظاہر بہت وزنی ہے ؎

پردہ پر ساتواں اعتراض طبّی نقطۂ نگاہ سے کیا جاتا ہے اور میرے نزدیک واقعی وہ بہت اہم بھی ہے۔

یہ ایک نفس الامری حقیقت ہے کہ جو سانس انسان باہر نکالتا ہے۔ وہ ایک متعفّن چیز ہے اور اُس میں گلے سڑے گوشت اور غذا کے ذرات بھی انسانی اندرونہ سے باہر آتے ہیں اور اُس میں آکسیجن گیس جس کا انسانی صحت برقرار رکھنے میں اہم دخل ہے بالکل نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو بیحد کم مقدار میں اور اُس کی جگہ انسان کے اندر کاربانک ایسڈ گیس نکلتی ہے جس کا انسان کے جسم میں دوبارہ پہنچنا نہ صرف یہ کہ غیر ضروری ہے بلکہ بسا اوقات خطرناک امراض کے پیدا کرنیکا بھی موجب ہو جاتا ہے اس لئے جب عورت برقعہ اوڑھ کر نقاب اپنے چہرہ پر ڈالے رکھیگی تو یقینی ہے کہ سانس کے ذریعہ یا تو کلیتاً یا اکثر حصہ ہوا کا اُس عورت کے پھیپھڑوں میں وہی پہنچیگا جس میں آکسیجن کی کمی ہے اور جس میں وہ تمام اجزا مفقود ہوتے ہیں جن کا انسانی پھیپھڑوں میں پہنچنا انسان کی فیزیکل حالت کو برقرار رکھنے کے لئے لابدی اور لازمی ہے اس لئے برقعہ پہننے سے عورتیں کُھلی ہوا کو اپنے پھیپھڑوں میں نہیں پہنچا سکتیں اور اس طرح اُن کی صحتوں کو برباد کرنے کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود وہ لوگ موجب ہوتے ہیں جو عورتوں کو پردہ میں بٹھانے کے حامی ہیں ٭

ایک اور پہلو سے بھی پردہ عورتوں کے لئے مضر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی آنکھ اس طرز کی بنائی ہے کہ اگر وہ عموماً کسی ایسی چیز۔ کے پیچھے سے دیکھے جس میں سے نگاہ پار ہو سکتی ہو تو کچھ مدت کے بعد وہ اپنا کام پوری طرح سرانجام دینے کے قابل نہیں رہتی مثلاً اگر ہم ہمیشہ ایک دھندلے شیشے میں سے دیکھتے رہینگے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد اگر اس شیشہ کو ہماری آنکھوں کے سامنے سے ہٹا لیا جائے تو ہمیں صاف محسوس ہوگا کہ ہماری بصارت کمزور ہو گئی ہے اسی طرح عورتوں کو بھی یا تو برقعہ کے سامنے جالی لگا کر اس کے روزنوں میں سے دیکھنا پڑتا ہے اور یا پھر باریک نقاب سے جالی کا کام لیا جاتا ہے لیکن ہر دو صورتوں میں آنکھوں پر بوجھ ہے جس کے پیش نظر عورتوں کی نگاہ کا کمزور ہو جانا یقینی ہے پس اس لحاظ سے بھی پردہ مضر ہے ٭

پردہ پر آٹھواں اعتراض بہت حد تک جذبات نگاری کا شرمندۂ احسان ہے۔ اس سوال کا ملخص یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کے لئے پردہ کا حکم دیکر اُن کی جائز آزادیوں پر ناجائز پابندیاں عائد کرنیکی کوشش کی ہے اور اس طرح حقوقِ نسواں کے مسلمہ اصل کو تسلیم کرنے سے عملاً انکار کر دیا ہے۔ اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔ کہ عورتوں کو ایک غیر فطری چیز۔ کے لئے مجبور کیا جائے ٭

وہ کہتے ہیں پردہ کے کچھ فوائد سہی۔ لیکن سوسائٹی کے لئے اس سے بدتر خیال کسی انسان کو نہیں آسکتا۔ کہ کسی مقصد کے حصول کے لئے اس کے جائز ذرائع کو اختیار کرنے اور زیرِ عمل لانیکی بجائے دوسرے کے احساسات اور آزادیوں کو پامال کر دیا جائے۔ اور حقوقِ واقعیہ کو ایسے مقاصد کے حصول کے پیشِ نظر ٹھکرا دیا جاوے جو فی نفسہٖ تو پاک نیک اور درست ہیں۔ لیکن جس کے حاصل کرنیکا ذریعہ "حبس دوام" اور جائز حریت پر ناجائز پابندیاں عائد کرنا ہے ٭

پھر کہا جاتا ہے اگر مان بھی لیا جائے کہ پردہ کے فوائد آزادی کی خوشیوں سے زیادہ باوقعت اور گراں قیمت ہیں تو پھر کیوں نہ ہر دو مرد و عورت کو پردہ کرایا جائے۔ جبکہ اس کا فائدہ دونو کی اخلاقی زندگیوں کو پہنچتا ہے۔ یا پھر اگر دونو کا پردہ کرانا بے سود ہے۔ حفاظت نفس کا فائدہ صرف ایک صنف کو پردہ میں بٹھانے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے تو پھر کیوں نہ مرد پردہ میں بیٹھیں۔ کیوں عورتوں ہی کی بے زبانی سے فائدہ اُٹھایا جائے اور صرف اُنہیں ہی پردہ میں بٹھا کر اُن پر ظلم انگیز کوششیں کی جائیں ٭

پردہ پر نواں اعتراض پردہ کے خلاف نویں سوال میں انسانی فطرت کو پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پردہ انسان کی اخلاقی زندگی میں کسی قسم کی بہتری اور خوبی پیدا کرنے کی بجائے اُس کو اور زیادہ عورت کی طرف متوجہ اور مائل کرنیکا باعث بن جائیگا اور اس طرح بجائے فائدہ کے نتیجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان روحانی لحاظ سے نقصان میں رہیگا۔ کیونکہ اَلاِنْسَانُ حَرِیْصٌ لِمَا مُنِعَ۔ یعنی انسان کو جن چیزوں سے روکا جائے اُنہی کی طرف اُس کا میلان بھی پیدا ہو جاتا ہے اور اُن کی خواہش کرنے لگتا ہے یا یوں سمجھ لیجیئے کہ انسان کے لئے کوئی چیز اس وقت تک دلچسپ ہے جبتک وہ اس کی دسترس سے باہر ہو لیکن اگر اس کے حصول کے ذریعہ سے روکیں اُٹھالی جائیں تو وہ چیز اس شخص کے لئے اپنی تمام رنگینی اور دلچسپی کھو بیٹھے گی اور اس کی چاہ محبّت فنا ہو جائیگی۔ اور چونکہ پردہ بھی بظاہر ایک روک ہے، اس لئے انسان اس میں مستور چیز کی طرف اپنی فطرت سے مجبور ہو کر مائل ہوگا ؁

پردہ پر دسواں اعتراض پردہ کے خلاف دسویں چیز جو پیش کی جاتی ہے اُس میں پردہ کے کسی نقصان کا ذکر تو نہیں ہاں اُس کو بے ضرورت اور ایک زائد چیز ضرور قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے وہ کہتے ہیں۔ فرض کرو پردہ عورتوں کو تعلیم سے نہیں روکتا۔ لیکن اگر عورتوں کو تعلیم حاصل ہو جائے تو اُن کو پردہ کی ضرورت ہی کیا رہیگی۔ کیونکہ عورتوں کی تعلیم معمولی اور ظاہری پردہ کے بجائے ایک اور حقیقی اور معنوی پردہ پیدا کر دیگی۔ اور اُن کے چال چلن اتنے مضبوط ہو جائینگے۔ کہ کوئی غیر شخص اُن کی عصمت پر دست اندازی کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکیگا۔ گویا اُن کے نزدیک حفاظتِ عصمت کا فائدہ تعلیم سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ بے ضرورت چیز ہے۔ اس سوال کو میَں نے پردہ پر تیسرے اعتراض کے سلسلہ میں بھی کسی قدر ذکر کیا تھا۔ لیکن وہاں یہ اور حیثیت سے تھا۔ وہاں پیش کرنے کی غرض اس کو بے ضرورت ثابت کرنا نہ تھی۔ بلکہ یہ بتلانا تھا کہ پردہ نہ صرف عورتوں کو جاہل رکھتا ہے بلکہ عصمت کی حفاظت کے ایک بہترین ذریعہ سے بھی اُنہیں محروم کر دیتا ہے، لیکن یہاں پردہ کو خفیف بے سود اور بے حقیقت ثابت کرنے کی کوشش ہے ؁ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَة

یہ دسُ وہ بنیادی اعتراضات ہیں۔ کہ جو پردہ ایسے اسلامی حُکم پر اپنوں اور بیگانوں کی طرف سے کیئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر یہ لوگ ذرا غور کرتے اور اس کی تہ تک پُہنچنے کی کوشش کرتے جس کے پیشِ نظر اسلام نے پردہ کا حُکم دیا ہے۔ تو وہ ایسے اعتراضات نہ کرتے اور انہیں نظر آجاتا کہ پردہ کا حکم انسانی فطرت کے گہرے اور عمیق مطالعہ پر مبنی ہے۔ اور قرآن کریم کو کامل اور دنیا کی آخری شریعت قرار دینے والے نے فطرتِ انسانی کی تہ تک پُہنچکر اور اس کی ضروریات اور میلانات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ اُصول تجویز کیا ہے۔ اور انہیں ایک اور مرتبہ اس قول کی صداقت کا اعتراف کر لینا پڑتا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ؁ وَلَهَا بَقِيَّةٌ

تصحیح:۔ ریویو ماہ فروری میں دو آیات۔ ایک آیت کی صورت میں غلط لکھی گئی ہیں۔ اصل آیات یُوں ہیں۔ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ۔ (۲) مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی صدی کے مجدّد

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُمّت محمّدیہ کی اصلاح اور تجدید دین کی خاطر ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد کو مبعوث فرمائیگا۔ آنحضرت صلعم کا یہ فرمان پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے وجود باجود سے پورا ہُوا اور بحیثیت مجدّد ہونے کے آپنے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو ایک مجدّد کے لئے لازمی اور اس کے شایاں تھے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قارئین ریویو آف ریلیجنز کو پہلی صدی کے مجدّد کے مختصر سوانح زندگی سے آگاہ کیا جائے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے مفصّل سوانح زندگی معلوم کرنے کیلئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ (۱) محدث ابن جوزی نے آپ کے سوانح وحالات میں ایک مفصّل و مستقل کتاب تحریر فرمائی ہے جس کا نام سیرت عمر بن عبد العزیز ہے۔ (۲) ابن سعد نے طبقات میں بالتفصیل ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳) ایک کتاب مصر کے سب سے بڑے محدّث اور امام شافعی کے دوست عبداللہ بن عبد الحکم نے آپ کے فضائل ومناقب میں تحریر کی ہے۔ (۴) اسی طرح پر اور بہت سی سوانح عمریاں اور آپ کی زندگی کے حالات میں متعدد تصانیف کی گئی ہیں۔ دار المصنّفین کی طرف سے بھی "سیرت عمر بن عبد العزیز" کے نام سے ایک کتاب حضرت عمر بن عبد العزیز کے حالات میں شائع کی گئی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب کتب سابقہ کے لئے بطور آئینہ کے ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز خاندان بنو امیّہ سے تعلق رکھتے تھے آپ عمر کے نام سے موسوم تھے ابو حفص کنیت تھی اور والد ماجد کا نام عبد العزیزؒ تھا۔ آپکے سن اور مقام پیدائش میں اختلاف ہے۔ لیکن علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپ یزید کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کے زمانۂ گورنری میں مصر میں نشوونما پائی اسے زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اور دیگر حالات کے یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ صالح بن کیسان آپکے والد ماجد کے ارشاد پر اتالیق مقرر ہوئے۔ صالح بن کیسان نے اپنے فرائض نہایت مستعدی اور دیانت کے ساتھ سرانجام دیئے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے نماز میں تاخیر ہوگئی۔ صالح بن کیسان نے وجہ تاخیر دریافت کی تو آپ نے جواب دیا کہ "بال سنوارنے میں دیر ہوگئی" کہا کہ اب بالوں کی آرائش کو نماز پر بھی ترجیح دیتے ہو؟ آپکے والد بزرگوار تک بھی یہ خبر پہنچی۔ انہوں نے فوراً ایک آدمی روانہ کیا جس نے آتے ہی آپکے بال وغیرہ منڈائے اور بعد میں کسی اور معاملہ کے متعلق گفتگو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شروع کی۔ آپ کو خداداد قابلیت اور ذہن رسا حاصل تھا چنانچہ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور بعض دیگر علوم بھی سیکھے ؛

فن حدیث میں بہت سے صحابہؓ اور تابعین سے فیض حاصل کیا لیکن زیادہ تر عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے افاضے سے آپ مستفید ہوئے۔ خود حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ "میں نے جن لوگوں سے روایت کی ہے ان میں عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کی روایتیں سب سے زیادہ ہیں" ان بزرگوں کی صحبت اور تلمذ کا ہی نتیجہ تھا کہ بڑے بڑے محدثین کو آپ کے فضل و کمال کا اعتراف کرنا پڑا اور یہ لکھنا پڑا۔ وکان اماما فقیہا مجتہدًا عارفًا بالسنن کبیرالشان ثبتا حجۃ حافظا۔ وہ بڑے امام، بڑے فقیہہ، بڑے مجتہد، حدیث کے بڑے ماہر اور معتبر حافظ اور سند تھے ؛

بڑے بڑے علماء وقت آپ سے اہم سوالات اور علمی پیچیدگیوں کو سلجھاتے اور حل کراتے تھے میمون بن مہران کا قول ہے کہ "ہم ان کے پاس اس خیال سے آئے تھے کہ وہ ہمارے محتاج ہونگے لیکن ہم کو معلوم ہوا کہ ہم خود انہیں کے شاگرد ہیں، لیکن تحصیل علم سے فارغ ہونے پر آپ کو امور سلطنت میں بھی کچھ دخل دینا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ مطالعہ کی طرف توجہ مبذول نہ کر سکے اور علمی سرمایہ کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ آپ کا اپنا ایک بیان ہے کہ "میں مدینہ سے فارغ ہو کر نکلا تو وہاں مجھ سے کوئی بڑا عالم نہ تھا لیکن شام میں آکر سب کچھ بھول گیا"۔

آپ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کی شادی آپ کے چچا عبدالملک کی لڑکی فاطمہ سے ہوئی۔ جبکہ عبدالملک خود تخت سلطنت پر متمکن تھا۔ آپ کو عبدالملک نے خناصرہ کی گورنری سپرد کر دی ۸۶ھ تک آپ اسی جگہ اپنے فرائض کو سرانجام دیتے رہے۔ لیکن جب ولید بن عبدالملک سریر آرائے سلطنت ہوا تو اس نے انہیں مدینہ کی گورنری سپرد کر دی چنانچہ مدینہ میں آپ پہنچ گئے۔ اور مروان کے مکان پر اترے اور نماز ظہر سے فارغ ہوتے ہی مدینہ کے دس بزرگ فقہاء کو دعوت دی اور ان کے سامنے ایک تقریر کی جسکا لب لباب یہ تھا کہ "میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسے کام کے لئے طلب کیا ہے جس پر آپ لوگوں کو ثواب ملیگا اور آپ حامئ حق قرار پائینگے۔ میں آپ لوگوں کی رائے و مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔ پس آپ لوگ کسی کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں یا آپ لوگوں میں سے کسی کو میرے کسی عامل کے ظلم کا حال معلوم ہو تو میں خدا کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ وہ مجھ تک اس معاملہ کو ضرور پہنچائے"۔ فقہاء نے اس تقریر کو سنا اور آپ کو دعائیں دیتے ہوئے واپس لوٹ آئے ؛

آپ نے مدینہ کی گورنری کے ایام میں بہت سے کام کئے چنانچہ مسجد نبویؐ کی نہایت شاندار تعمیر کرائی اور تمام وہ چھوٹی بڑی مسجدیں جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی منقش پتھروں سے تعمیر کروائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھ سال تک آپ نے مدینہ۔ مکہ اور تحائف کے علاقہ کی گورنری کی۔ لیکن سنہ ۹۳ھ میں آپ کو اس عہدہ سے علیحدہ ہونا پڑا اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ ولید نے آپ کو خبیب نامی شخص کو سزا دینے کے لئے لکھا اگرچہ یہ ظلم اور تعدی آپ کی فطرت کے خلاف تھی تاہم آپ نے تعمیل حکم میں سَو کوڑے لگوائے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے بعد میں خبیب کی حالت دریافت فرمائی تو آپ کو بتایا گیا کہ خبیب کا انتقال ہو چکا ہے۔ اِس خبر کے سُنتے ہی آپ زمین پر گر پڑے۔ اور انا للہ پڑھتے ہوئے گورنری سے استعفا دیدیا۔ سنہ ۹۹ھ میں سلیمان بن عبد الملک خلیفہ وقت کا انتقال ہُوا۔ اور اس کی وصیت کے مطابق آپ کو منصب خلافت پر قائم کیا گیا۔ اگرچہ ہشام بن عبد الملک نے اختلاف کیا اور کہا کہ "ہم ان کے ہاتھ پر قیامت تک بیعت نہیں کر سکتے"۔ لیکن رجاء بن حیوۃ کے اس کہنے پر کہ "خدا کی قسم اٹھو اور بیعت کرو ورنہ تمھارا سر قلم کر دونگا" کچھ خاموشی ہو گئی اور رجاء بن حیوۃ نے آپ کو ہاتھ پکڑ کر منبر پر کھڑا کر دیا *

سلیمان بن عبد الملک کی تجہیز و تکفین کر چکنے کے بعد خود حضرت عمر بن عبد العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بعد ازاں مسجد میں آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔

"لوگو! مجھ پر خلافت کا بار بغیر اس کے کہ مجھ سے رائے لیجاتی۔ یا مَیں اس کا خواستگار ہوتا یا عام مسلمانوں سے مشورہ لیا جاتا ڈالدیا گیا میری بیعت کا جو جُوا تمھاری گردنوں میں ہے مَیں اس کو خود نکال لیتا ہوں۔ اب جس کو پسند کرو اپنا خلیفہ مقرر کرو"

خطبہ سُنتے ہی تمام لوگوں نے بآواز بلند متفقہ طور پر کہا کہ ہم نے آپ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپ کی خلافت پر راضی ہوئے۔ اِس ہنگامہ کے ختم ہونے پر آپ نے تقریر فرمائی۔ جس میں لوگوں کو تقویٰ۔ فکر آخرت۔ تذکر موت کی طرف توجہ دلائی اور آخر میں بلند آواز سے فرمایا کہ "لوگو! جو شخص خدا کی اطاعت کرے اس کی اطاعت واجب ہے۔ اور جو شخص اس کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری جائز نہیں۔ جب تک مَیں خدا کی اطاعت کروں میری اطاعت کرو اور اگر مَیں اس کی نافرمانی کروں تو میری فرمانبرداری تم پر فرض نہیں ہے"

اس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز امور خلافت کی تکمیل سرانجام دینے لگے اور مختلف شہروں میں عمّال و قضاۃ مقرّر فرمائے اور دیگر انتظامات کیئے اور ان سب سے بڑھکر بوجہ مرور زمانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو نظام مذہب نظام اخلاق اور نظام تمدّن بگڑ چکا تھا اور زنگ آلود ہو گیا تھا۔ اسے اصل حالت پر لانے اور تمام بدعات کو دُور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ چنانچہ عمّال کو جو بھی فرمان بھیجتے۔ اس میں اشاعت اسلام اور بدعات کو مٹانے کی تاکید فرماتے۔ علاوہ ازیں تبلیغ اسلام پوری طرح پر فرماتے۔ چنانچہ ماوراء النہر کے تمام بادشاہوں کو دعوت اسلام دی جن میں سے بعض اسلام میں داخل ہو گئے اس طرح سلاطین سندھ کی طرف بھی دعوت نامے ارسال کیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان میں سے بھی بعض مسلمان ہوئے اور اخلاص میں یہاں تک ترقی کی کہ اپنے نام تبدیل کر دیئے اور عربی نام رکھ لئے۔ جہاں آپکے زمانہ خلافت سے قبل لوگوں میں عمارات بنانے۔ نکاح۔ شادی اور لونڈیوں کا چرچا ہر دم رہتا تھا وہاں آپ کے زمانہ میں ان باتوں کا چرچا شروع ہُوا کہ کیوں بھائی کتنا قرآن یاد کر لیا؟ تم قرآن کب ختم کرو گے؟ مہینے میں کتنے روزے رکھتے ہو؟ رات کو کونسا وظیفہ پڑھتے ہو؟

تدوین حدیث میں آپ ہی وہ ہیرو ہیں جن کی بدولت آج ہم بخاری۔ مُسلم۔ مؤطا اور حدیث کی دوسری کتابیں جو اس وقت موجود ہیں — مطالعہ کے لئے موجود پاتے ہیں۔ اگر حضرت عمر بن عبد العزیز اس طرف توجہ نہ فرماتے تو پیارے رسولؐ کی پیاری باتوں سے ہمارا مستفید ہونا مشکل تھا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ انقضائے زمانہ کے ساتھ علماء کا گروہ بھی روز بروز مٹتا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی علوم شرعیہ کے مٹ جانے کا اندیشہ بھی ہے اس لئے آپ نے اُس وقت گورنر مدینہ قاضی ابوبکر کو ایک حکمنامہ میں تحریر فرمایا کہ وہ احادیث نبویّہ کی تلاش کر کے ان کو لو۔ کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور علماء کے فنا ہونے کا خوف معلوم ہوتا ہے اور صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قبول کی جائے۔ اور ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اس قسم کا فرمان تمام صوبوں کے گورنروں کے پاس بھیجا تھا۔ جہاں آپنے احادیث کی تدوین و ترتیب کا کام کیا وہاں اس کی اشاعت اور ان کی ترویج کی طرف بھی توجہ کی۔ چنانچہ ایک عامل کے نام آپنے لکھا "اہل علم کو حکم دو کہ اپنی مسجدوں میں علم کی اشاعت کریں کیونکہ حدیثیں مرچکی ہیں،، جو لوگ اِس مقدّس کام میں مصروف ہوئے ان کو فکر معاش اور ضروریات زندگی سے بالکل بے نیاز کر دیا۔ حمص کے علماء کے متعلق وہاں کے گورنر کو لکھا۔

" جن لوگوں نے دنیا چھوڑ کر اپنے آپ کو فقہ کی تعلیم کے لئے وقف کر رکھا ہے ان میں ہر ایک کو جس وقت میرا خط پہنچے بیت المال سے سَو دینار دو تاکہ وہ لوگ اِس حالت کو قائم رکھ سکیں "

پھر لطف یہ کہ اس سخاوت کو صرف علماء تک ہی محدود نہیں رکھا تھا بلکہ اس سخاوت کے ساتھ طلباء کے بھی وظائف مقرّر کیئے اور انہیں فکر معاش سے بالکل بے پروا کر دیا۔ ممالک دُور افتادہ کے باشندوں کو تعلیم دینے کے لئے ان کے پاس علماء بھیجے۔ چنانچہ حضرت نافع جو مدینہ کے فقیہہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے غلام تھے اہل مصر کو علم حدیث کی تعلیم دینے کے لئے روانہ کئے۔ جہاں حضرت نافع مدتوں ٹھیرے۔

الغرض آپنے مذہب کے ہر ایک شعبہ میں تجدید اور اصلاح فرمائی اور اُسے اصل حالت پر لانے کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی ۔

آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں منجملہ اور کاموں کے ایک یہ بھی کام کیا کہ تمام اموال مغصوبہ جو خاندان بنو اُمیہ کے قبضہ میں تھے واپس کر دیئے۔ یہ تھے آپکے وہ کارہائے نمایاں جن کی بنا پر آپ کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی صدی کا مجدّد قرار دیا گیا۔ ان اموال مغصوبہ کے واپس کرانے اور دوسرے شرعی امور و قیام کا یہ اثر ہُوا۔ کہ خاندان بنو اُمیہ آپ سے بگڑ بیٹھا۔ اور کئی طریق سے یہ کوشش کی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنی اس روش سے باز آجائیں۔ لیکن ان کی تمام کوششیں جد و جہد بے سود ثابت ہوئیں۔ مگر یہ ناراضی صرف زبان و قلم تک ہی محدود نہ رہی بلکہ اس نے ایک خطرناک سازش کی صورت اختیار کر لی۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات اسی سازش کا نتیجہ ہُوا۔ آپ ۲۰ دن تک بیمار رہے اور ۲۵ رجب روز چہارشنبہ کو ۳۹ سال کی عمر میں انتقال کیا اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے ÷

شیخ مبارک احمد مولوی فاضل

مرقع امرتسری کے اعتراضات کا جواب

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں تناقض نہیں

اسوقت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا ماہوار مرقع بابت جنوری ۱۹۳۳ء ہمارے سامنے ہے۔ آپ نے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں تناقض ثابت کرنیکی ناکام کوشش کی ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرما دینگے کہ مولوی صاحب اعتراض کرتے ہوئے عجیب عجیب طفلانہ حرکات کے مرتکب ہوئے ہیں مگر مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ادنیٰ خادم آپ ایسے معاند احمدیت کی مزخرفات کا سارا تار و پود بکھیر کر رکھدیگا۔ ؎

واللہ یکفی من کماۃ نضالنا ÷ جلد من الفتیان للاعداء

مولوی صاحب کا یہ اعتراض نیا نہیں بلکہ کئی بار پہلے بھی وہ یہی اعتراض کر کے مُنہ کی کھا چکے ہیں۔ آپنے اس اعتراض میں بعض ترمیمات بھی کی ہیں جن سے آپکے علم عربی و تاریخ دانی کا سارا پول ظاہر ہو جاتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے طویل اعتراض کا خلاصہ ان کے اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:-

خلاصۂ اعتراض "مختصر یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی مسیحیت موعودہ پر بڑی زبردست دلیل یہ پیش کی ہے کہ ہم دنیا کی عمر سے ہزار ششم میں مبعوث ہوئے۔ حالانکہ ہزار ششم انہی کے حساب سے ۱۲۴۶ھ کو ختم ہو چکا۔ اور آپ اُس سے بہت بعد مدعیٔ مسیحیت موعودہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے پہلے بیان کو بھول کر ساتویں ہزار میں تشریف لے آئے۔ پھر اس پر بھی قائم نہ رہے یہاں تک کہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳۲۴ھ کو ہزار ششم کو موجود کیا" مرقع ص۱۶

حضرات! مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی ساری تحریر میں ایک ہی محور کے گرد چکر لگاتے نظر آتے ہیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کے جملہ دلائل کی بنیاد صرف ایک ہی غلطی پر ہے جس کا دانستہ یا نادانستہ آپ شکار ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب کی حالت اِس شعر کی پوری پوری مصداق ہے۔ ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج ؛ تا ثریا مے رود دیوار کج

مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ایک تحریر کا خلاصہ مرقع صدا پر یُوں لکھتے ہیں :۔

"کُل انبیاءؑ نے بتایا ہُوا ہے۔ کہ مسیح موعود دنیا کے چھٹے ہزار میں مامور اور مبعوث ہو کر اہل دنیا کو ضلالت اور بربادی سے بچائیگا۔ چنانچہ مَیں (مرزا) اسی چھٹے ہزار میں مبعوث ہُوا ہوں"

پھر آپ لکھتے ہیں :۔ "گفتگو حضرت آدم کی تاریخ پیدائش ہے۔ جبکہ وہ تاریخی زمانہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ تو اُس کا علم کیسے ہو۔ سو مرزا صاحب کے ہم شکر گذار ہیں۔ کہ انہوں نے اس سے ہمیں سبکدوش فرمایا۔ چنانچہ لکھا ہے :۔ "آنحضرتؐ حضرت آدمؑ سے قمری حساب کے رُو سے چار ہزار سات سو انتالیس برس بعد میں مبعوث ہوئے ہیں" تحفہ گولڑویہ ص۹۲

پھر لکھتے ہیں :۔ "پس اب سے حساب میں آسانی ہوگئی۔ تیرہ سال اقامت مکّہ کے ملائیں۔ تو سنہ اوّل ہجری کو انسانی دنیا کی عمر چار ہزار سات سو باون سال ہوئے۔ ان میں دو سو اڑتالیس ملانے سے پورے پانچ ہزار ہوجائینگے۔ یعنی ۲۴۸ھ کو دنیا کی عمر پورے پانچہزار ہوگئی تھی۔ اسکے بعد چھٹا ہزار چلا جو ۱۲۴۸ھ کو ختم ہُوا" ص۲ مرقع

وہم اور اس کا ازالہ

حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت مندرجہ تحفہ گولڑویہ ص۹۲ سے جو نتیجہ مولوی صاحب نے اخذ کیا ہے۔ وہ قطعاً غلط اور حضرت اقدس علیہ السّلام کی تصریحات کے سراسر خلاف ہے۔ یعنی مولوی صاحب کو یہ وہم ہُوا ہے۔ کہ چار ہزار سات سو انتالیس ہیں وہ مُدّت تو شامل ہے۔ جو حضرت رسول مقبولؐ کی ابتدائی وحی " اقرأ باسم ربك الذی خلق" تک ہے مگر بقیہ ۲۳ سال رسالتِ نبویؐ کا زمانہ اس سے خارج ہے۔ حالانکہ یہ مفہوم تفسیر القول بما لا یرضٰی به قائله کی عملی تصویر ہے۔ ہم حضرت اقدس علیہ السّلام کی وہ عبارات ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔ جن سے ایک ادنیٰ عقل کا آدمی بھی اِس نتیجے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ آپؑ کے نزدیک چار ہزار سات سو انتالیس میں وفات النبیؐ تک کی تمام مُدّت شامل ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ازالۂ اوہام ص۳۱۱ ایڈیشن اوّل فرمایا "ابتدائے خلقتِ آدم سے جسقدر آنحضرت صلعم کے زمانۂ بعثت تک مُدّت گذری تھی۔ وہ تمام مُدّت سورہ والعصر کے اعدادِ حروف میں بحساب قمری مندرج ہے۔ یعنی چار ہزار سات سو چالیس برس"

اور سُنئے :۔ "خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ سورۃ العصر کے عدد جسقدر حساب جمل کے رو سے معلوم ہوتے ہیں اسی قدر زمانہ نسل انسان کا آنحضرت صلعم کے عہد مبارک تک بحساب قمری گذر چکا تھا..... اور اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حساب سے ہماری اس وقت تک نسل انسان کی عمر چھ ہزار برس تک ختم ہو چکی ہے۔ اور اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں۔ اور یہ ضرور تھا۔ کہ مثیل آدمؑ جس کو دوسرے لفظوں میں مسیح موعودؑ کہتے ہیں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جو جمعہ کے دن کے قائم مقام ہے۔۔۔۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھے پیدا کیا۔ پس اس کے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا۔ کہ میں معمولی دنوں کی رُو سے بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا تھا۔" تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۸

محولہ بالا ہر دو عبارات سے واضح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک چار ہزار سات سو سنتالیس میں زمانۂ نبوی کی کُل مدت بھی شامل ہے اور اگر مولوی صاحب دیانت سے کام لیتے تو "زمانۂ بعثت تک" اور "عہد مبارک" کے الفاظ سے ان کی عقدہ کشائی ہو سکتی تھی۔ یہ ایک ظاہر بات ہے کہ جب "زمانۂ بعثت تک" اور "عہد مبارک" کے الفاظ کا اطلاق کُل زمانۂ نبوی پر ہو سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ بجز بیجا ضد اور تعصب کے نظر نہیں آتی کہ کیوں مولوی صاحب نے چار ہزار سات سو سنتالیس کی مدت کو آنحضرت صلعم کی پہلی وحی تک محدود سمجھ لیا۔

شائد کوئی کہدے کہ "زمانۂ بعثت تک" اور "عہد مبارک" کے الفاظ محتمل المعانی ہیں تو اس صورت میں بھی معترض کو اعتراض کا حق نہ ہوتا لیکن پھر بھی ہم ایک نہایت صاف اور واضح حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ تحفہ گولڑویہ ایڈیشن سوم صفحہ ۱۵۶ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کی اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلعم کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تئیس برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کُل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلعم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔"

اب میدان صاف ہے۔ اِس حساب سے حضرت اقدس علیہ السلام کی عبارت مندرجہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۲ کا مفہوم یہ نکلا۔ کہ یوم وفات النبیؐ تک یعنی ۱۱ھ ہجری تک دنیا کی عمر چار ہزار سات سو سنتالیس برس ہو چکی تھی۔ اور ۲۶۱ھ ہزار پنجم اختتام پذیر ہو چکا تھا۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس ہزار ششم کا دامن ۱۲۶۱ھ ہجری تک دراز ماننا پڑیگا۔

معزز ناظرین سمجھ چکے ہونگے۔ کہ بد قسمتی سے مولوی ثناء اللہ صاحب ۲۳ سال کی غلطی میں اُلجھنے کی وجہ سے ۱۲۳۸ھ میں قبل از وقت ہزار ششم کو ختم کر چکے ہیں۔ حالانکہ ہم نے اوپر دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ چھٹے ہزار کا زمانہ ۱۲۶۱ھ تک ممتد ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی علمی قابلیت

حقیقۃ الوحی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک جمعہ چھٹا دن ہے اور تحفہ گولڑویہ کی عبارت جس کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرقع صفحہ پر نقل کیا ہے اس میں صراحتہً حضرت اقدسؑ نے یہ بات تحریر فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اُس نے یہی چاہا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآنی خلقتِ آدم کی طرح چھٹے دن کی گئی۔ یعنی بروز جمعہ ایسا ہی تکمیل اشاعت کا زمانہ بھی وہی ہو جو چھٹے دن سے مشابہ ہو" اس کے بعد مولوی صاحب نے یوں حاشیہ آرائی فرمائی:۔

"جمعہ کو دنیا کا چھٹا روز کہنا عیسائی معمول ہے جو اتوار سے ہفتہ شروع کرتے ہیں۔ شرع اسلام میں جمعہ ساتواں دن ہے کیونکہ شرعی ہفتہ سنیچر سے شروع ہوتا ہے چنانچہ عربی میں سنیچر کو یوم الاحد[1] کہتے ہیں" مرقع صفحہ حاشیہ

مولوی صاحب کی خوش فہمی قابلِ داد ہے، اعتراض کیا ہے جہل مرکب کا بدترین نمونہ ہے۔ مولوی صاحب دیکھا! خدا کے مرسلین پر زبان دراز کرنے کا نتیجہ بجز رسوائی اور ذلت کے کچھ نہیں ہوتا۔ ؎

ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند　　در جہل مرکب ابدالدہر بماند

امرتسری دوست خدا لگتی کہنا تمھیں کسی نے دھوکا دیا ہے یا "بنفس نفیس" برخود غلط ہو۔

بھلے آدمی اور کچھ نہیں تو کم از کم "منجد" ہی کو دیکھ لیا ہوتا۔ وہاں لکھا ہے۔ "المسبت یوم فی ایام الاسبوع بین الجمعة والاحد" یعنی "سبت" ایام ہفتہ میں سے ایک دن ہے اور یہ جمعہ اور یوم الاحد یعنی اتوار کے درمیانی روز کا نام ہے۔ معلوم ہوا کہ عربی زبان میں یوم الاحد اتوار کو کہتے ہیں نہ کہ سنیچر کو۔

ع　ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

اسی طرح عربی میں جمعرات کو یوم الخمیس (پانچواں دن) کہتے ہیں۔ جب پہلا دن از روئے لغت اتوار ثابت ہو گیا اور پانچواں جمعرات تو اس حساب سے جمعہ چھٹا دن ہوا نہ کہ ساتواں۔ مولوی صاحب کی اس ادا پر ہنسی آتی ہے ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے　＊　دے آدمی کو موت پہ یہ ادا نہ دے

مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہماری طرف سے کھلا چیلنج ہے کہ وہ میدان میں آئیں اور اپنے اس دعوے کا ثبوت دیں کہ "شرع اسلام میں جمعہ ساتواں دن ہے کیونکہ شرعی ہفتہ سنیچر سے شروع ہوتا ہے چنانچہ عربی میں سنیچر کو یوم الاحد کہتے ہیں" ورنہ اپنی اس بدیہی غلطی کا مردانہ وار اعتراف کریں جس پر بچے بھی ہنستے ہیں۔ مگر اپنی غلطی کو تسلیم کرنا تو امرتسری خاک کا خاصہ ہی نہیں۔

واہمہ نمبر ۲، ۳

مرقع صفحہ ۱۱۔ پر مولوی صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۵ سے یہ عبارت نقل کی ہے:۔
"مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعدادِ حروف کی طرف توجہ دلائی کہ دیکھ

---

[1] حاشیہ: شاید آپ کے ہاں فارسی میں بھی یکشنبہ سنیچر ہی کو کہتے ہونگے، ذرا عقل کو کام میں لائے ہوتے تو اتنی ندامت نہ اٹھانا پڑتی۔ فارسی دان بھی ہفتہ کو شنبہ اور اتوار کو یکشنبہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جمعرات پنجشنبہ کو کہتے ہیں۔ یعنی ان کے ہاں بھی پہلا دن اتوار، پانچواں دن جمعرات ہے لہذا جمعہ چھٹا روز ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے "غلام احمد قادیانی"۔ اِس نام کے عدد پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہیں۔"

اِس پر مولوی صاحب یوں معترض ہیں۔ "ہم نے ثابت کیا ہے کہ حسب تصریح مرزا صاحب انسانی دنیا کا چھٹا ہزار ۱۲۴۸ھ میں ختم ہو چکا ہے۔ مگر مرزا صاحب چودھویں صدی کے شروع میں مامور اور مبعوث ہوئے تو چھٹے ہزار میں کہاں ہوئے بلکہ ساتویں ہزار میں سے باونٓ (۵۲) سال گذار کر مبعوث ہوئے۔"

ازالہ ۲ اس اعتراض میں مولوی صاحب نے دوؔ طرح سے مغالطہ دیا ہے:۔

اوّل یہ کہ دنیا کا چھٹا ہزار ۱۲۴۸ھ میں ختم ہو چکا۔ مگر مرزا صاحب چودھویں صدی کے شروع میں مامور اور مبعوث ہوئے۔ تو چھٹے ہزار میں کہاں ہوئے۔"

کوئی ان سے پوچھے کہ بھلے آدمی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہاں لکھا ہے کہ مَیں نے چھٹے ہزار میں ماموریت و مسیحیت موعودہ کا دعویٰ کیا ہے۔ جب تم حضرت اقدسؑ کی تحریرات سے یہ امر ثابت نہیں کر سکتے تو اعتراض کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الف ششم کو اپنی ماموریت کا زمانہ قرار نہیں دیا۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ مَیں ہزار ششم میں پیدا ہُوا ہوں، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) "خدا نے مسیح موعود کو الف ششم کے آخر میں پیدا کیا۔" لیکچر سیالکوٹ

(۲) "مسیح موعودؑ آدمؑ کی تاریخ پیدائش سے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو گا۔ چنانچہ قمری حساب کے رُو سے جو اصل حساب اہل کتاب کا ہے میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعودؑ کا پیدا ہونا ابتداء سے ارادۂ الٰہی میں مقرر تھا ...... اور چونکہ حضرت آدمؑ بھی چھٹے دن آخر میں پیدا کئے گئے ہیں۔ اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۱

(۳) "از انجملہ ایک یہ ضرور تھا۔ کہ آنیوالا ابن مریم الف ششم کے آخر میں پیدا ہوتا۔" ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۳

(۴) "یاد رہے کہ اکثر صوفی جو ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہیں۔ اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے اس بات کی طرف گئے ہیں۔ کہ مسیح موعود تیرھویں صدی میں یعنی ہزار ششم کے آخر میں پیدا ہو گا ..... بہت سے اکابر اُمّت نے پیدائش مسیح موعود کے لئے ہزار ششم کا آخر لیا ہے ...... اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ خلافت محمدیہ کو سلسلۂ خلافتِ موسویہ سے مشابہت دیکر خود ظاہر فرما دیا ہے کہ پیدائش مسیح موعود ہزار ششم کے آخر میں ہے۔" تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸۸۔ ایڈیشن سوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) "میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے" تحفہ گولڑویہ ایڈیشن سوم صفحہ ۱۵۶ حاشیہ

پس امر واقعہ یہ ہے کہ ہزار ششم میں حضورؑ کو اپنی ماموریت کا دعویٰ ہے ہی نہیں۔ ہاں ولادت کا دعویٰ ہے اس لئے یہ سوال اٹھانا کہ آپ چودھویں صدی کے شروع میں مبعوث ہوئے ہیں۔ نہ کہ ہزار ششم میں سراسر مغالطہ دہی پر مبنی ہے ؎

غلطی کی وجہ

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو بدقسمتی سے "بعثت" اور "ظہور" کے الفاظ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ آؤ دیکھیں کہ حضرت اقدس علیہ السّلام نے ان سے کیا مراد لی ہے ؎

لفظ "بعثت" سے مراد

"اور حاصل اس آیت کریمہ یعنی وآخرین منھم کا یہی ہے۔ کہ دنیا میں زندہ رسول ایک ہی ہے۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہزار ششم میں بھی مبعوث ہو کر ویسا ہی افاضہ کریگا جیسا کہ وہ ہزار پنجم میں افاضہ کرتا تھا۔ اور مبعوث ہونے کے اس جگہ یہی معنی ہیں۔ کہ جب ہزار ششم آئیگا۔ اور مہدیٔ موعود اُس کے آخر میں ظاہر ہوگا تو گو بظاہر مہدیٔ معہود کے توسط سے دنیا کو ہدایت ہوگی۔ لیکن دراصل آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسی نئے سرے اصلاح عالم کی طرف ایسی سرگرمی سے توجہ کریگی کہ گویا آنحضرت صلعم دوبارہ مبعوث ہو کر دنیا میں آئے ہیں" تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۹۴ طبع اوّل۔

اس حوالہ سے معلوم ہو گیا کہ بعثت سے مراد ظہور ہے۔ مگر ظہور سے کیا مراد ہے؟ فرمایا "اور چونکہ مومن کے لئے خدا تعالیٰ کی کتاب سے بڑھکر کوئی گواہ نہیں اس لئے اس بات سے انکار کرنا کہ مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت ہزار ششم کا آخر ہے خدا تعالیٰ کی کتاب سے انکار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ خلافت محمدیہ کو سلسلۂ خلافت موسویہ سے مشابہت دیکر خود ظاہر فرما دیا ہے۔ کہ پیدائش مسیح موعود ہزار ششم کے آخر میں ہے" تحفہ گولڑویہ طبع سوم صفحہ ۱۸۵

ناظرین باتمکین پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کہ ہزار ششم سے حضرت مسیح موعودؑ کا مطلب صرف اسیقدر ہے کہ اِس ہزار میں حضورؑ کی ولادتِ باسعادت ہوئی و بس۔ ورنہ چھٹے ہزار میں آپ نے ماموریت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا اپنے متعلق "بعثت"، "ظہور" اور "پیدائش" کا ایک ہی وقت بیان فرمانا اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ آپ نے ان تمام الفاظ کو مترادف المعنیٰ قرار دیا ہے ؎

اندریں صورت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خلاف یا اعتراض کرنا کہ آپ چھٹے ہزار میں مبعوث نہیں ہوئے سراسر حماقت ہے۔ آپ نے تو یہ دعویٰ ہی نہیں کیا۔ کہ میں چھٹے ہزار میں مامور ہوا ہوں پھر اعتراض کیسا؟

ازالہ ۳

دوسرا مغالطہ جو مولوی صاحب نے دینا چاہا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب ساتویں ہزار میں سے باون۵۲ سال گذار کر مبعوث ہوئے" مرقع صفحہ ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سفید جھوٹ، ہم نے اوپر ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ ہزار ششم کا دامن سنہ ۱۲۷۱ھ تک دراز ہے، ہزار ششم کے گیارہ سال رہتے ہوئے آپ کی ولادت ہوئی اور ساتویں ہزار میں سے ۲۹ سال لیکر آپنے دعوٰی ماموریت ِرسالت کا اعلان فرمایا چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی اس کا اعتراف ہے آپ اپنے مرقع صـــ۱۲ پر لکھتے ہیں۔ "چھٹے ہزار میں سے کل گیارہ سال رہتے تھے تو ساتواں ہزار شروع ہونے تک مرزا صاحب کی عمر کل گیارہ سال کی ہو گی۔ حالانکہ آپ فرما چکے ہیں۔ کہ میں چالیس سال کی عمر میں مامور اور مبعوث ہُوا جس کے یہ معنے ہیں کہ انتیس سال ساتویں ہزار میں سے لیکر آپ مبعوث ہوئے" اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت اقدسؑ کی تحریرات بآواز بلند پکار رہی ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کا زمانۂ ماموریت ہزار ہفتم مقدّر ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

(۱) "طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے۔ کسی اور سبب سے نہیں۔ بلکہ ایک سبب سے ہے اور وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اُس مامور کا انکار کیا جو تمام نبیوں کی پیشگوئی کے مطابق ساتویں ہزار میں ظاہر ہُوا" دافع البلاء

(۲) "تمام نبیوں کی متفق علیہ تعلیم ہے۔ کہ مسیح موعود ہزار ہفتم کے سر پر آئیگا" لیکچر سیالکوٹ

عبارات محولہ بالا کی روشنی میں ادنیٰ عقل کا مالک بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام نے جابجا اپنا زمانۂ ماموریت ہزار ہفتم کو قرار دیا ہے۔ مگر باوجود ان تصریحات کے مولویصاحب کا بطور طعنہ یہ لکھنا کہ مرزا صاحب چھٹے ہزار میں مامور نہیں ہوئے۔ بلکہ ساتویں ہزار میں سے باون سال (دراصل ۲۹ سال) گذار کر مبعوث ہوئے ہیں مضحکہ خیز نہیں تو اور کیا ہے ؂

وہم اور اس کا ازالہ

مرقع صـــ۱۲ پر مولوی صاحب نے تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صـــ۹۱ سے ایک حوالہ نقل کیا ہے:-

"ہمارا یہ زمانہ (سنہ ۱۳۲۰ھ) حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار ششم پر واقع ہے یعنی حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے یہ چھٹا ہزار جاتا ہے" اور اسی قبیل کا ایک اور حوالہ مقدمہ چشمہ مسیحی سے نقل کر کے ان الفاظ میں اعتراض کیا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:- "غور فرمائیے۔ چھٹا ہزار تو سنہ ۱۲۴۸ھ کو ختم ہو گیا۔ تاہم سنہ ۱۳۲۰ھ میں یعنی ۵۲ + ۲۰ = ۷۲ سال تک بھی وہی چھٹا ہزار جاری ہے"

قارئین کرام اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو بار بار ہزار ششم کو سنہ ۱۲۴۸ھ میں مختتم قرار دے رہے ہیں۔ تو دراصل یہ اسی بدہضمی کا مظاہرہ ہے جو آنحضرت صلعم کے عہد نبوّت کے ۲۳ سال ہڑپ کرنے کے نتیجہ میں مولوی صاحب کی جان کو لاحق ہوئی ہے۔ ورنہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں۔ کہ چھٹے ہزار کا دامن سنہ ۱۲۷۱ھ تک پھیلا ہُوا ہے۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اب ہم اصل اعتراض کو لیتے ہیں۔ مولوی صاحب کو اس بات کا رنج ہے کہ جب ہزار ششم سنہ ۱۲۴۸ھ (بقول مولوی ثناء اللہ) یا سنہ ۱۲۷۱ھ (بروئے حقیقت) ختم ہو چکا تھا تو حضرت صاحبؑ نے سنہ ۱۳۲۰ھ میں ہزار ششم کو کیوں جاری مانا ہے۔ سو اسکے دو جواب ہیں:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوابِ اوّل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت منقولہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۲ میں "ہمارا یہ زمانہ" کے الفاظ ہیں۔ اور زمانہ کا مفہوم ایک غیر معیّن مُدّت پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تاریخوار ان الفاظ سے کسی معیّن مہینہ یا سال کی تعیین نہیں فرمائی۔ سنہ ۱۳۲۰ھ کے زائد الفاظ مولوی صاحب کا اپنا اختراع ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ زمانہ کی وسعت کو مدّ نظر رکھکر ایسا لکھا ہے۔ لہذا قابلِ اعتراض نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:-

"ماسوا اس کے چونکہ عرب کی عادت میں یہ داخل ہے۔ کہ وہ کسور کو حساب سے ساقط رکھتے ہیں۔ اور مخل مطلب نہیں سمجھتے اس لئے ممکن ہے کہ سات ہزار سے اس قدر زیادہ بھی ہوجائے۔ جو آٹھ ہزار تک نہ پہنچے مثلاً دو تین سو برس اور زیادہ ہو جائیں" تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴

معلوم ہُوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربوں کے عام رواج کے مطابق کسور کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہوئے ایسا تحریر فرمایا ہے۔ اور جیسا کہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۳ کی عبارت سے ظاہر ہے دو تین صدیاں بھی دستورِ عرب کے پیش نظر مخل مطلب نہیں ہو سکتیں چہ جائیکہ نصف صدی کے فرق سے کسی کو موردِ طعن بنالیا جائے۔ شرافت کا تقاضا ہے۔ کہ "تصنیف را مصنّف نیکو کند بیان" کا پاس کرکے متکلم کے تمام اقوال پر یکجائی نظر ڈالی جائے۔ پھر اگر کوئی وجہ ہو تو معقولیت سے اعتراض کیا جائے۔ ورنہ متکلم کے منشاء کے خلاف مفہوم اختراع کرنا انصاف کے گلے پر چھری چلانا ہے ؎

جوابِ دوم

ظہورِ آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلعم تک درمیانی عرصہ کی مُدّت میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۷ طبع اوّل کے حاشیہ پر رقم فرماتے ہیں کہ:-

"بعثت دوم آخر ہزار ششم میں ہے۔ اور ہزار ششم کا تعلق ستارہ مشتری کے ساتھ ہے۔ جو کوکب ششم منجملہ خنس کنس ہے" اگر منجمین کے حساب کو لیا جائے۔ تو اُس کی رُو سے سنہ ۱۳۱۰ھ تک ۵۸۰۲ سال بنتے ہیں۔ کیونکہ مؤرخین کے نزدیک ہبوط آدم سے لیکر ہجرت تک ۴۷۴۱ سال ہیں۔ اور منجمین کے نزدیک ۲۴۹ سال اس سے کم ہیں۔ اب ۴۷۴۱ سے ۲۴۹ منہا کر دیں تو ہجرت تک ۴۴۹۲ سال بنتے ہیں۔ آؤ اب دیکھیں کہ سنہ ۱۳۲۰ھ میں اس حساب سے کونسا ہزار نکلتا ہے۔ تو ۴۴۹۲ + ۱۳۲۰ = ۵۸۱۲ سال۔ گویا اس حساب سے سنہ ۱۳۲۰ھ میں چھٹا ہزار جاری ثابت ہُوا۔ اندریں صورت تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹ یا مقدمہ چشمۂ مسیحی کے جس حوالہ کی بنا پر مولوی صاحب کو اعتراض تھا وہ ان کے اپنے قصور فہم کا نتیجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ حسابات میں ایسے شدید اختلاف کے باوجود دیانت سے دستبردار ہو کر اعتراض کرنا امرتسری خاک کو ہی زیب دیتا ہے۔ یہ حساب ہم نے مکذّب امرتسری کا مُنہ بند کرنے کے لئے لکھا ہے ورنہ ہمارے نزدیک صحیح وہی حساب ہے جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کیونکہ بذریعہ کشف اس کی تصدیق ہوگئی ہے ؀

وہم اور اس کا ازالہ

لیکچر سیالکوٹ کے صؔ سے ایک لمبی عبارت نقل کرنے کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "اس عبارت میں مرزا صاحب نے تین دعوے کئے ہیں۔ (۱) عیسائی مذہب چوتھے ہزار میں پیدا ہوا اور اُسی ہزار میں فنا ہوگیا۔ (۲) دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ ہزار ششم گمراہی کا ہے۔ (۳) تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ ساتواں ہزار زمانہ مسیح موعود کا ہے۔" مرقع ص ۱۴-۱۵

حضرات! یہاں تک مولوی صاحب سے ہم بھی متفق ہیں۔ لیکن اس کے بعد مولوی صاحب پہلے دعوے کو غلط ثابت کرنے کے لئے یوں رقمطراز ہیں:۔ "دنیا کی عمر کے ۴۷۳۹ھ میں آنحضرتؐ ہوئے۔ آپ کی پیدائش ۵۷۱ء (بقول شبلی) کوئی قمری حساب سے تخمیناً سولہ سال اور بڑھا لیجئے تو ولادت نبویہ سے پانسو ستاسی سال پہلے حضرت مسیح کا زمانہ بالفاظ دیگر دین عیسوی کا زمانہ شروع ہوتا ہے اور یہ پانسو ستاسی سال دنیا کی عمر ۴۷۳۹ سے تفریق کریں۔ تو پیدائش مسیح تک باقی ۴۱۵۲ سال دنیا کی عمر رہتی ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ دین عیسوی کی ابتدا ہی پانچویں ہزار میں ہوئی۔"

قارئین کرام! یاد رکھیں کہ وہی ۲۳ سال کی مدت مولوی صاحب نے یہاں بھی ہضم کی ہے۔ بلکہ علاوہ ازیں چالیس سال اور بھی کھا گئے ہیں۔ اور ۶۳ سال کا طویل عرصہ بغیر ڈکار لئے چٹ کر گئے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ مولوی صاحب متعدد مقامات پر ۴۷۳۹ سال کی مدت کا دامن ابتدائے دنیا سے لیکر آنحضرت صلعم پر ابتدائی وحی کے نزول کے وقت تک دراز مانتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ بات مسلّمہ فریقین ہے کہ آنحضرت صلعم پر پہلی وحی اس وقت نازل ہوئی ہے جبکہ آپ چالیس کے سن کو پہنچ چکے تھے۔ القصہ ۴۷۳۹ میں چالیس سال عمر نبوی تو مولوی صاحب کے نزدیک بھی شامل ہے اور از روئے حقیقت تو یہ زمانہ یوم وفات النبیؐ تک کی تمام مدت پر حاوی ہے اسلئے ۴۷۳۹ - ۶۳ = ۴۶۷۶۔ گویا دنیا کی عمر کے ۴۶۷۶ھ میں آنحضرت کی ولادت ہوئی۔ بقول علامہ شبلی زمانہ مسیح کی تعیین کے لئے ۴۶۷۶ میں سے ۵۸۷ تفریق کئے۔ تو ۴۰۸۹ سال باقی بچے۔ ابھی ایک صدی ہمیں اور پیچھے ہٹنا ہے کیونکہ موجود سن عیسوی حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے قریباً ایک سو سال بعد رائج ہوا ہے جیسا کہ مؤرخ گبن نے اپنی کتاب میں اسکی تصریح کی ہے۔

اس صورت میں مسیح علیہ السلام کی ولادت ۴۰۸۹ - ۱۰۰ = ۳۹۸۹ میں تسلیم کرنا پڑتی ہے۔ بالفاظ دیگر عمرِ دنیا کے ۳۹۸۹ سال میں دین عیسویت کی بنیاد رکھی گئی اور بقول غیر احمدی حضرات اس کے ۳۳ سال بعد جبکہ مسیح کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا دین مسیحی کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔ کیونکہ یہی وقت بنی اسرائیل کی تباہی کے آغاز کا تھا جب کہ انہوں نے خدا کے مقدس نبی کو مصلوب قرار دیکر لعنتی یقین کر لیا اور پھر روز بروز کفر میں بڑھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلے گئے۔ اور اس حساب سے ۳۹۸۹+۳۳=۴۰۲۲ میں اس دین کا خاتمہ ہوگیا۔ اور جب دستور عرب کے موافق کسور کو نظر انداز کر دیا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ دین عیسوی کی ابتدا چوتھے ہزار میں ہوئی اور اسی ہزار میں وہ فنا ہوگیا ؎

اور طرح سے

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی بات بنانے کے لئے ایک اور بھی حساب جوڑا ہے چنانچہ آپ مرقع ص۱۵ پر لکھتے ہیں :- "ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم مولانا شبلی وغیرہ کے مرہونِ منت ہوں جبکہ مرزا صاحب خود ہی فرماتے ہیں۔ "افضل البشر (محمد رسول اللہ صلعم) مسیح سے چھ سو برس پیچھے آیا" (ازالہ اوہام) مرزا صاحب کی خاطر سے ہم حضرت مسیح کی ایک سو بیس سال عمر بھی ملالیں تو سارا زمانہ سات سو بیس سال ہوتا ہے۔ ۴۷۳۹ میں سے سات سو بیس تفریق کرنے سے ۴۰۱۹ سال بچے جس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش دنیا کی عمر کے حساب سے بحساب مرزا صاحب ۴۰۱۹ء میں ہوئی یعنی پانچویں ہزار میں۔ مگر مرزا صاحب دین عیسوی کو چوتھے ہزار میں پیدا کر کے فنا بھی کر چکے ہیں"

حضرات! دیکھا۔ مولوی صاحب نے کس طمطراق سے اعتراض جمایا ہے۔ مگر ابھی آپ پر واضح ہوجائیگا کہ یہ محض عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔

آنحضرت صلعم کی ولادت کے وقت دنیا کی عمر ۴۷۳۹-۶۳=۴۶۷۶ سال ہم پہلے ثابت کرآئے ہیں۔ اس میں ۷۲۰ (یہ مدت مولوی صاحب کو مسلّم ہے) سال نکال دیئے تو باقی ۳۹۵۶ سال بچے۔ اور یہ وقت دین عیسوی کی ابتدا کا وقت ہے۔ مطابق غیر احمدیوں کے مشہور عقیدہ کے ۳۳ سال بعد یعنی ۳۹۵۶+۳۳=۳۹۸۹ سال میں اس دین کا خاتمہ ہوگیا۔ علاوہ اس کے دو اور طریقوں سے بھی مولوی صاحب کو سمجھایا جاسکتا ہے لیکن عدم گنجائش مانع ہے اس لئے فی الحال نہیں چھوڑتا ہوں۔ ضرورت ہوئی تو پھر عرض کر دیا جائیگا۔ غرض یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ کہ ہزار چہارم میں یہ مذہب پیدا ہوا اور اسی ہزار میں اس کا خاتمہ ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ "پھر ہزار چہارم کے دور میں ضلالات نمودار ہوئی۔ اور اسی ہزار چہارم میں سخت درجہ پر بنی اسرائیل بگڑ گئے۔ اور عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی خشک ہوگیا۔ اور اس کا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا" جناب مولوی صاحب آپ محض ناواقفیت کی بنا پر نادانستہ اعتراض کر کے اپنی پردہ دری کراتے ہیں ؎

وہم ع۶ اور اس کا ازالہ

مرقع ص۱۶ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں "دوسرا دعویٰ آپ کا عبارت منقولہ از چشمہ مسیحی کے خلاف ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۸ء میں انتقال کیا ہے اور عبارت مرقومہ ۱۹۰۶ء کی ہے جس میں ہزار ششم کو جاری مانا ہے۔ تو کہنا پڑیگا۔ کہ مرزا صاحب کا سارا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمانہ ضلالت کا تھا۔ گمراہی میں پیدا ہوئے اور گمراہی میں چلے گئے"

ہم اوپر نہایت بسط کے ساتھ بیان کر آئے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہزار ششم کے آخر میں آنا صرف ان معنوں میں ہے کہ آپ چھٹے ہزار میں پیدا ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو لیکچر سیالکوٹ ص۲۰، حقیقۃ الوحی، تحفہ گولڑویہ ص۹۵، ۱۸۵، ازالہ اوہام ص۶۹۳۔ ہاں ہزار ہفتم حضورؑ کی ماموریت اور رسالت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں زمین و آسمان سے صدہا نشانات آپؑ کی صداقت کے لئے ظاہر ہوئے ہیں۔ مگر ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں خشیت الٰہی ہے۔ ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں ؞ اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

رہا یہ کہ چشمہ مسیحی کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۶ء میں آپ نے ہزار ششم کو جاری مانا ہے۔ حالانکہ از روئے حساب یہ زمانہ ہزار ہفتم کا ہے۔ سو اس کا جواب وہم ۱ کے جواب اوّل میں مفصل آچکا ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

وہم ۷ اور اس کا ازالہ

مرقع ص۱۶ پر "ارشاد" ہوتا ہے: "تیسرا دعویٰ تو ساری پہلی عبارتوں کے خلاف ہے جس میں ہزار ششم میں بعثت بتائی ہے"

ہم نے وہم ۲ کا جواب دیتے ہوئے نہایت تفصیل کے ساتھ یہ امر بپایۂ ثبوت پہنچا دیا ہے۔ کہ ہزار ششم میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے مراد صرف آپؑ کی پیدائش ہے نہ کہ دعویٰ ماموریت۔ البتہ ہزار ہفتم میں آپؑ نے ماموریت اور مسیحیت موعودہ کا دعویٰ فرمایا ہے۔ دیکھیں ازالۂ وہم ۲، ۳ مزید حوالجات درج ذیل ہیں۔ (۱) "اور اس آخری خلیفہ کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ آخر حصہ ہزار ششم میں آدمؑ کی طرح پیدا ہو اور سن چالیس میں آنحضرت صلعم کی طرح مبعوث ہو۔ اور نیز صدی کا سر ہو" تحفہ گولڑویہ ص۱۷۰

(۲) "اب ظاہر ہے کہ چاروں علامتیں ظہور میں آچکی ہیں۔ چنانچہ مدت ہوئی کہ ہزار ششم گذر گیا۔ اور اب قریباً پچاسواں سال اُس پر زیادہ جا رہا ہے۔ اور اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے" تحفہ گولڑویہ طبع سوم ص۱۵۱ حاشیہ

(۳) "میری پیدائش اسوقت ہوئی تھی جب چھ ہزار میں گیارہ برس رہتے تھے" تحفہ گولڑویہ طبع اوّل حاشیہ ص۹۵

اِن تصریحات کی موجودگی میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض سے باز نہ رہنا ان کی فطرتی کجی کو ظاہر کرتا ہے ؞

مولوی صاحب نے اپنے اسی اعتراض کی بحث مرقع میں کفار کی سُنّت مستمرہ کا پورا پورا حق ادا کیا ہے اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدلل طور پر اپنے ماننے والوں کو آنحضرت صلعم کے صحابہؓ کا مثیل قرار دیا ہے جیسا کہ اپنے آپکو حضورؐ کا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: "اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ کہ وہ آنحضرتؐ کا بروز ہوگا۔ اِس لئے اُس کے اصحاب آنحضرتؐ کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷۔ اس پر مولوی صاحب نے دل کھول کر استہزاء اور تمسخر سے کام لیا ہے۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں قرآن مجید نے پہلے سے فرمادیا ہے:۔

یٰحسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون کہ رسالات الٰہیہ سے مخالفین کا استہزا تو ان کا شیوہ ہے۔ ایک اور جگہ قرآن مجید نے کفار سے حکایت کے رنگ میں فرمایا ہے:۔

ما نرٰک الا بشرا مثلنا وما نرٰک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا بادی الرأی یعنی نوحؑ کی قوم نے کہا۔ اے نوح تُو ہمارے جیسا ایک انسان ہے اور تمہارے متبع بھی سب ذلیل اور رسوا لوگ ہیں کوئی بھی ان میں معزز نظر نہیں آتا ٭

علاوہ ازیں جو لوگ دجّالوں اور کذّابوں کے منتظر ہوں اور جن کو کسی نیک مرد کے آنے کی بشارت نہ دیگئی ہو وہ اگر خدا کے مقربین پر حسد کریں اور نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ میں ہر آن جل رہے ہوں تو وہ معذور ہیں۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب کا جماعت احمدیہ سے استہزاء کرنا دراصل اپنی گندی فطرت کا اظہار ہے اور اپنے آبائی پیشہ کو رواج دینا۔ اس لئے جائے تعجّب نہیں ہے

مجھ کو کیا تم سے گلہ ہو کہ مرے دشمن ہو ؞ جب یونہیں کرتے چلے آئے ہو تم پیرو ں سے

خاکسار محمد سلیم (مولوی فاضل) "جامعہ"

حضرت عیسٰیؑ کی مادری زبان

علمی دنیا کا ایک مشہور سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی مادری زبان کیا تھی؟ جرنیل آغا پتروس نے جو جنگ عظیم میں شامی افواج کے کمانڈر اعظم تھے۔ یہ دعوٰی کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی مادری زبان آرامی تھی جسے اسرین یا کلدی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ زبان عبرانی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ اور ابھی تک نینوا کے شمالی پہاڑوں میں بولی جاتی ہے۔ آغا پتروس کا استدلال یہ ہے کہ موجودہ انجیلوں میں تین الفاظ ایسے ہیں جو مسیحؑ کی زبان سے نکلے اور اب تک بجنسہٖ (بلا ترجمہ) انجیل میں موجود ہیں:۔

(۱) اور آسمان کی طرف نظر کر کے ایک آہ بھری اور اس سے کہا "فتح" (کھل جا) (مرقس) (۲) تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا "ایلی ایلی لما سبقتنی" یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ متی (۳) لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کہا۔ تلیتا قومی۔ یعنی اے لڑکی! اب اُٹھنے کا وقت ہے۔ آغا پتروس کہتے ہیں کہ جن مواقع پر حضرت مسیحؑ نے متذکرہ صدر تینوں الفاظ استعمال کیٔے تھے نینوا کے شمالی پہاڑوں کے باشندے اب بھی ان الفاظ کو ایسے موقع پر استعمال کرتے ہیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟

اِس مضمون کا پہلا حصہ جب میں لکھ کر شائع ہونیکے لئے روانہ کرچکا۔ تب زرقانی صاحب کے مضمون کا دوسرا حصہ کوکب ہند بابت ماہ مئی و جون ۱۹۳۲ء میں شائع ہُوا۔ اِس مضمون میں زرقانی صاحب نے قرآن حکیم کی بعض آیات سے یہ ثابت کرنیکی کوشش فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نبی تھے۔ مَیں نے مناسب خیال کیا کہ ناظرین رسالہ کی خدمت میں اُن کے دلائل اور جواب کو پیش کیا جائے۔ تاکہ یہ مضمون مکمّل ہو جائے۔ اور اس کا جواب بھی دیا جائے ؛

اہل بہاء کے دلائل

جناب مرزا محمود صاحب زرقانی نے اپنے مضمون کو اس طرح شروع کیا ہے۔ "جن احکام و آیات انجیل کی رُو سے ہم نے حضرت عیسیٰ کا صاحب شریعت ہونا ثابت کیا ہے اُن کی تائید و تصدیق قرآن شریف میں بھی موجود ہے مَیں چند آیات پیش کرتا ہوں جن سے صاف طور پر حضرت عیسیٰ کا صاحب شریعت رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح انجیل سے قبل یہودیوں کیلئے تورات اور بعد میں مسلمانوں کیلئے قرآن مجید مستقل کتاب شریعت ہے اسی طرح انجیل عیسائیوں کیلئے بھی مستقل کتاب اور شریعت ہے"

اس کے بعد آپنے پارہ چار ۱؎ رکوع ۱۱ کی آیات درج کرکے اُن کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے :-

"تحقیق ہم نے اُتاری تورات اس میں ہدایت اور نور ہے فیصلہ کرتے تھے اس کے ذریعے وہ انبیاء جو خدا کے فرمانبردار تھے اُن لوگوں کے لئے جو یہودی ہوئے اور درویش اور عالم بھی (فیصلہ کرتے تھے) کیونکہ وہ کتاب اللہ (تورات) کے محافظ ٹھیرائے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے اور جو نہ فیصلہ کرے اس کے ذریعے جو خدا نے نازل کیا تو وہ لوگ ظالم ہیں اور ان انبیاء کے پیچھے ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔ اس کی تصدیق کرتا ہُوا۔ جو انکے سامنے تورات تھی اور ہم نے اس کو انجیل دی اس میں ہدایت اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت تھی۔ اور چاہیئے کہ اہل انجیل اس چیز کے ساتھ فیصلہ کریں جو خدا نے انجیل میں اُتاری ہے اور جو خدا کی اُتاری ہوئی کے ساتھ فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔ اور اُتاری ہم نے تیری طرف کتاب (قرآن شریف) اس کے سامنے جو کتاب ہے اس کی تصدیق کرتا ہُوا اور اسپر محافظ۔ پس جو خدا نے اُتارا ہے اسکے ذریعے لوگوں میں فیصلہ کر اور جو تیرے پاس حق آیا ہے اس سے ہٹ کر اُن لوگوں کی خواہش نفسانی کی پیروی نہ کر۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور کیش مقرر کیا ہے" کوکب بابت ماہ مئی، جون ۱۹۳۲ء

یہ زرقانی صاحب کی سب سے زبردست دلیل ہے جو کہ مَیں نے بجنسہٖ درج مضمون کردی ہے۔ ناظرین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسقدر کمزور ان کا بیان ہے۔ اور ایک بھی دلیل ایسی نہیں دی جو کہ فیصلہ کن ہو۔ اوّل تو آپ نے بعض آیات کا ترجمہ کرنے میں غلطی کھائی اور اسی غلطی کی وجہ سے جو عمارت اسپر قائم کی ہے وہ بہرحالت غلط ہی ہوگی۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے توریت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے :۔

انا انزلنا التوراة فیها هدًی و نور یحکم بها النبیون الذین اسلموا للذین هادوا والربانیون والاحبار۔ المائدہ آیت ۴۵

(تحقیق ہم نے توریت نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے فیصلہ کرتے تھے اسکے ذریعے وہ انبیاءؑ جو خدا کے فرمانبردار تھے ان لوگوں کے لئے جو یہودی ہوئے ۔۔ اور درویش اور عالم بھی فیصلہ کرتے تھے)

ان آیات کے نازل کرنیکے بعد اور چند باتوں کا ذکر ہے۔ چونکہ ان کا زیادہ تعلق ہمارے مضمون سے نہیں اس لئے درج نہیں کی گئیں پھر فرمایا :۔

وقفینا علیٰ اٰثارهم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیه من التوراة واٰتینٰه الانجیل فیه هدًی ونور ومصدقا لما بین یدیه من التوراة وهدًی وموعظةً للمتقین ۰ ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الفٰسقون۔ المائدہ ۴۷-۴۸

اور بھیجا ہم نے قدم بقدم اُنکے (یعنی انبیاء بنی اسرائیل کے جو توریت کے مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے) عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرتا ہوا اسکی جو سامنے تھی توریت سے اور دی ہم نے اسکو انجیل اس میں ہدایت و نور تھا۔ تصدیق کرتی ہوئی جو سامنے اسکے تھی توریت سے ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کیلئے اور چاہیئے کہ اہل انجیل فیصلہ کریں اس کے ساتھ جو اتارا اللہ نے اس میں اور جو نہ فیصلہ کرے اس کے ساتھ جو اُتارا اللہ نے پس وہی لوگ نافرمان ہیں ۔

زرقانی صاحب نے وقفینا علیٰ اٰثارھم کے الفاظ کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ آپنے ترجمہ یہ فرمایا ہے "ان انبیاءؑ کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا"۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا "ان انبیاء کے قدم بقدم عیسیٰ بن مریم کو بھیجا"۔ یہاں لفظ اٰثارھم نے زرقانی صاحب کی دلیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں ــــ چونکہ اٰثارھم کا درست ترجمہ کرنے سے اُن کے دلائل کی ساری بنیاد ہی گر جاتی ہے اس لئے صحیح ترجمہ نہیں کیا۔ آثار ۔ اثر کی جمع ہے۔ اثر کے معنی ہیں نشان۔ پُرانے نشان۔ پیروں کے نشان جو زمین پر چلنے کی وجہ سے ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں فرمایا فارتدا علیٰ اٰثارهما قصصًا۔ پس لوٹے دونو اپنے پاؤں کے نشانوں پر کھوج لگاتے ہوئے اور ایسا ہی دوسری جگہ کفار کا ذکر فرمایا ہے انا وجدنا اٰباءنا علیٰ امةٍ وانا علیٰ اٰثارهم مقتدون۔ الزخرف آیت ۲۴ پایا ہم نے اپنے آباد کو ایک دین پر اور تحقیق ہم اُن کے نقش قدم ہی کی پیروی کرنیوالے ہیں ۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اٰثارھم کے معنی قدموں کے نشانات کے ہیں۔ اور جو اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہو وہ اِنّا علیٰ اٰثارھم مقتدون کے ہم معنی الفاظ ہی بولا کرتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بارے میں بھی یہی الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔ توریت اور توریت کے بعد آنے والے غیر صاحب شریعت انبیاءؑ کا ذکر فرمانے کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔ وقفّینا علیٰ اٰثارھم بعیسی ابن مریم کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو ان انبیاءؑ کے قدموں کے نشانات پر بھیجا جو کہ توریت کے ذریعے حکم و عدل کی ڈیوٹی کو یہود کے لئے سرانجام دیا کرتے تھے۔ جس طرح وہ انبیاءؑ توریت کے ذریعے فیصلہ کیا کرتے تھے۔ جس طرح وہ انبیاءؑ توریت کی شریعت کے پابند تھے اور جس طرح وہ انبیاءؑ توریت کی تعلیم و تلقین یہودیوں کو دیتے تھے اُنہی کے نقشِ قدم پر۔ اُنہی کے طور و طریق پر۔ اُنہی کی پیروی میں ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔ جس طرح وہ توریت کے ماتحت ہو کر حکمؔ تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی اُنہی کے نقشِ قدم پر چلتے تھے۔ اور توریت سے ہی یہود کے لئے فیصلہ کیا کرتے تھے۔ باوجود توریت کی پابندی اور پیروی کے ہم نے اس کو انجیل دی۔ اس میں ہدایت اور نور تھا۔ اس میں توریت کی طرف راہنمائی کرنیکی باتیں تھیں۔ اس میں توریت پر سختی سے کاربند ہونیکی تعلیم تھی اور تعلیم ہے۔ اس لئے اے اہل انجیل تم کو چاہیئے کہ حضرت عیسیٰؑ پر جو انجیل نازل ہوئی تھی اس کے مطابق تم کو چلنا چاہیئے۔ اس کے مطابق تم کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔ نہ کہ از خود تراشیدہ باتوں کے مطابق۔ اگر کوئی خدا کی نازل کردہ باتوں کی پیروی نہ کرے تو وہ فاسقین میں شمار کیا جائیگا ۔

دوسرے اس وجہ سے بھی توریت اور انجیل کے مطابق فیصلہ کرنیکی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہر دو کتب میں آنحضرت صلعم کی آمد کے متعلق متعدد پیشگوئیاں اور بشارات موجود ہیں اس لئے جو ان کتب کی بیان کردہ پیشگوئیوں سے آپ کی سچائی کے متعلق حق حق فیصلہ نہ کرے وہ فاسقین میں شمار کیا جائیگا ۔

آثارِ انبیاءؑ یہ تو ظاہر ہے کہ توریت کے بعد آنے والے انبیاءؑ کے پیروں کے نشان تو زمین پر باقی نہ رہے تھے جن کی بنا پر کوئی اعتراض کر دے جیسا قفّینا کے لفظ کے معنی پے در پے کرنے کے بعد زرقانی صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ اس لئے اٰثارھم کے معنی اُن کے طور و طریق کے یہاں ہونگے۔ اور اُن کی تعلیم و تلقین کے جو اُن کی کتب میں موجود تھی۔ اور قرآن کریم سے اُن کے آثار ثابت ہیں یحکم بھا النبیون فرما کر اُن کے طور و طریق کو کھلے کھلے الفاظ میں بیان فرما دیا ہے کہ وہ انبیاءؑ توریت ہی پر چلتے اور چلاتے تھے۔ زرقانی صاحب نے مانا ہے کہ وہ توریت کے مطابق فیصلہ جات صادر فرمایا کرتے تھے۔ کوئی نئی شریعت نہ لائے تھے۔ اور جب ہم اُن کے حالات اُن کی کتابوں میں پڑھتے ہیں جو کہ بطور آثار اب تک توریت کے ساتھ ملحق ہیں تو اُن آثار انبیاءؑ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ توریت ہی کی پابندی کرتے تھے ۔

مثال کے طور پر حضرت داؤدؑ کے آثار میں ملتا ہے کہ جب آپ کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو آپ نے حضرت سلیمانؑ کو یہ وصیت کی۔ " اور خداوند اپنے خدا کی نائید کی اس کی راہوں پر چلنے اور اس کے قانون اور اسکے حکموں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمل کرنیکی بابت جیسا کہ موسیٰؑ کی کتاب میں لکھا ہے۔" محافظت کر" ۱ سلاطین باب ۲ آیت ۴۔ حضرت سلیمانؑ پر خدا کا کلام اُترا اور اس طرح مخاطب ہو کر فرمایا" اگر تُو میری شریعتوں پر چلیگا اور میری عدالتوں پر عمل کریگا اور میرے احکام کو اُن پر چلنے کے لئے حفظ کریگا تو میں اپنے سخن کو جو میں نے تیرے باپ داؤد سے کہا ہے تیرے ساتھ پورا کرونگا" ۱ سلاطین باب ۶ آیت ۱۲۔ حضرت حزقی ایلؑ پر خدا کا کلام اس طرح اُترا۔" میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ میری شریعتوں پر چلو اور میرے حکموں کو مانو اور اُن پر عمل کرو۔ اور میرے سبتوں کو مقدس جانو" حزقی ایل باب ۲۰ آیت ۱۹ +

یہ سب کے سب انبیائؑ توریت پر چلتے تھے۔ گو بعض باتیں نئی بھی بیان کرتے تھے۔ اور جو جو عیوب یہود میں پائے جاتے تھے اُن سے دُور رہنے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات یہود کے جائز کاموں پر بھی نوٹس لیا کرتے تھے۔ مثلاً توریت میں عورت میں پلید بات کے پائے جانے پر طلاق نامہ دینے کی اجازت ہے۔ اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے شاید پلید بات کے علاوہ بھی طلاق کی اجازت دیدی تھی۔ مگر وہ اجازت توریت میں مجھے نہیں ملی۔ مگر یہودی اس اجازت سے بہت ناجائز فائدہ اُٹھانے لگ گئے تھے۔ اور معمولی معمولی باتوں کی بنا پر طلاق دیدی جاتی تھی تو ایسی حالت کو دیکھ کر بعض انبیاء نے طلاق کے خلاف بھی تعلیم دی ہے۔ مثلاً ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے" کوئی اپنی جوانی کی جورو سے بے وفائی نہ کرے۔ کیونکہ خداوند اسرائیل کا خدا فرماتا ہے کہ **میں طلاق سے بیزار ہوں**" باوجود اس بات کے یہود کو شریعت موسوی پر چلنے کی تاکید بھی فرماتے ہیں" کاہن کے ہونٹوں میں چاہیئے کہ معرفت حفاظت سے رہے اور لازم ہے کہ لوگ اس کے مُنہ سے شریعت کو تلاش کریں"۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ نے بھی طلاق کے خلاف جو اس وقت یہود میں مروج تھا تعلیم دی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت ملاکیؑ یا حضرت عیسیٰؑ صاحب شریعت نبی بن گئے تھے۔ نہیں بلکہ انکا مقصد دراصل توریت ہی کی تعلیم کی اصل روح کو بیان کرنا تھا +

اِن باتوں سے ثابت ہُوا آثارھم کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے طور وطریق توریت کی شریعت کے مطابق تھے اور انہی آثار پر حضرت عیسیٰؑ کو بھی خدا تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ جبھی تو فرمایا قفّینا علیٰ آثارھم بعیسی ابن مریم۔ کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو اُن انبیائے سابقین کے آثار پر بھیجا۔ وہ بھی توریت پر چلتے تھے آپ بھی توریت پر ہی چلنے چلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں +

اور قفّینا علےٰ آثارھم بولا بھی اُن لوگوں کے متعلق جاتا ہے جو کہ اپنے سے پہلے آنے والے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ چونکہ ریت پر چلنے کی وجہ سے زمین پر پاؤں کے نشان پڑ جاتے ہیں اس لئے اُنکو کہتے ہیں اور جو شخص اُن نشانات کی بنا پر اپنے سے آگے جانے والے شخص کی پیروی میں چلتا ہے وہ اس پیشرو کا پیرو کہلاتا ہے اور قرآن کریم میں لفظ قفّینا کے بعد ایسے انبیائؑ کے بھیجے جانے کا ذکر ہوتا ہے جو کسی پیشرو کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیروی میں بھیجے جائیں جو کہ صاحب شریعت نبی کے بعد ماتحت ہو کر مبعوث کیے جائیں۔ اس لئے یہاں پر بھی قفّینا علیٰ آثارھم بعیسی ابن مریم فرما کر حضرت عیسیٰؑ کی پوزیشن کی حقیقت کو کھول کر بیان فرما دیا ہے۔ کہ آپ توریت کے تابع انبیاء کے نقش قدم پر بھیجے گئے تھے۔

اسی طرح سورۂ بقر آیت ۸۸ میں فرمایا ہے ولقد اٰتینا موسی الکتٰب وقفّینا من بعدہٖ بالرسل واٰتینا عیسی ابن مریم البینٰت۔ کہ تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو کتاب شریعت دی اور اس کے بعد ہم نے رسولوں (توریت پر چلنے والے رسولوں کو) بھیجا اور عیسیٰ بن مریم کو بینات دیں۔ اس آیت سے لفظ قفّینا کے معنوں کی اصل حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو کتاب شریعت دیئے جانے کے بعد ایسے رسولوں کو بھیجنے کا ذکر فرمایا ہے جو کہ تابع توریت تھے۔ گویا یحکم بھا النبیون کی تفسیر فرمائی ہے اور انہی کے زمرہ میں حضرت مسیحؑ بھی ایک نبی تھے۔ جن کو کھلے کھلے نشان خدا نے دیئے تھے۔ یہاں پر حضرت موسیٰؑ کی کتاب کے مقابل پر حضرت عیسیٰؑ کو کتاب دیئے جانے کا ذکر نہیں فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ آپکی کتاب شریعت کی کتاب نہ تھی البینٰت کہکر خاموشی اختیار کر لی۔ اور لفظ قفّینا انہی انبیاءؑ کے متعلق بولا ہے جو کہ صاحب شریعت نہ تھے اور حضرت موسیٰؑ کے بعد میں مبعوث ہوئے تھے۔

زرقانی صاحب کا اعتراض

زرقانی صاحب نے لفظ قفّینا کی تشریح میں قرآن کریم کی ایک اور آیت سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ یہ لفظ ایسے انبیاء کے متعلق بھی بولا گیا ہے جو صاحب شریعت تھے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں۔ "اگر لفظ قفّینا سے یہ مراد لی جائے کہ جن انبیاء پر یہ لفظ بولا گیا ہے وہ پہلے کسی نبی یا شریعت کے ماتحت تھے تو ہم کہتے ہیں یہ لفظ حضرت موسیٰ کے لئے بھی قرآن شریف میں آیا ہے جیسا کہ سورۂ حدید میں خدا فرماتا ہے۔ ولقد ارسلنا نوحًا و ابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتٰب فمنھم مھتدٍ وکثیرٌ منھم فٰسقون۔ ثم قفّینا علیٰ اٰثارھم برسلنا وقفّینا بعیسی ابن مریم واٰتینٰہ الانجیل (الحدید آیت ۲۷، ۲۸) ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور اُن کی ذرّیت میں نبوّت اور کتاب رکھدی۔ سو ان میں سے بعض ہدایت یافتہ اور اکثر نافرمان ہیں۔ پھر ہم نے اُن کے پیچھے اپنے رسولوں کو بھیجا اور عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اُسے انجیل دی۔ ان آیتوں سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور اُن کی ذرّیت کے بعد ثم قفّینا فرما کر سلسلہ رسل چلایا جس میں حضرت موسیٰ بھی شامل تھے اور اُن کے بعد والے انبیاء بنی اسرائیل بھی۔ اسکے بعد پھر قفّینا فرما کر حضرت عیسیٰ کا ذکر کیا۔ پس لفظ قفّینا سے اگر یہ مراد لی جائے کہ حضرت مسیح تابع نبی تھے۔ مستقل نہ تھے تو کیا پہلا ثم قفّینا جس میں حضرت موسیٰ بھی شامل ہیں یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ بھی کسی گذشتہ شریعت کے تابع نبی تھے ہرگز ہرگز یہ صحیح نہیں ہوسکتا۔" کوکب جلد دھم نمبر ۶۵

معلوم دیتا ہے کہ زرقانی صاحب نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔ ورنہ اس قسم کا کمزور استدلال ہرگز نہ کرتے۔ زرقانی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اوّل تو قفّینا علیٰ آثارھم اور خالی قفّینا کے ایک ہی معنی کیئے ہیں کہ "ان کے پیچھے بھیجا" اور لفظ آثارھم کے معنی یہاں پر کیئے ہی نہیں۔ دوسرے از خود ہی قفّینا علیٰ آثارھم برسلنا میں حضرت موسیٰؑ کو شامل کر لیا۔ حالانکہ ایک بھی لفظ یہاں پر ایسا نہیں جس سے یہ ثابت کیا جا سکے کہ حضرت موسیٰؑ بھی اِن رسولوں میں شامل ہیں۔ کیونکہ یہاں پر حضرت موسیٰؑ کا ذکر نہیں۔ اور کوئی دلیل نہیں دی کہ کیوں اِن رسولوں میں حضرت موسیٰؑ کو شامل کیا جائے ہاں زرقانی صاحب نے انبیاء بنی اسرائیل کو جو حضرت موسیٰؑ کے بعد ہوئے شامل کرتے ہیں کوئی غلطی نہیں کی کیونکہ قفّینا علیٰ آثارھم فرما کر ایسے رسولوں کا ذکر کیا ہے جو کہ سابقہ شریعت پر چلتے تھے۔ جیسا کہ لفظ آثارھم سے ظاہر ہے ہاں اگر حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہو سکتا ہے تو وہ ثم قفّینا سے پہلے ہو سکتا ہے۔ جہاں پر ہے وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتٰب کہ رکھی ہم نے اُن دونو کی ذرّیت میں نبوّت اور کتاب۔ یہاں کتاب سے مراد کتاب شریعت ہی ہو سکتی ہے اور صاحب شریعت انبیاءؑ کے بعد ثم قفّینا علیٰ آثارھم برسلنا فرما کر اُن انبیاءؑ کا ذکر کیا ہے جو کہ غیر صاحب شریعت تھے۔ اور اُن صاحب شریعت انبیاءؑ کے تابع نبی تھے جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اس لئے اُن آیات کے یہ معنی ہونگے۔ "تحقیق ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا۔ اور ہم نے دونو کی نسل میں نبوّۃ اور کتاب (شریعت) رکھ دی۔ بعض اُن میں ہدایت یافتہ ہیں اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں۔ پھر پیچھے لائے اُن کے نقشِ قدم پر اپنے رسول اور اُن کے بعد ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے اس کو انجیل دی"۔

مطلب صاف ہے کہ صاحب شریعت انبیاءؑ کے بعد ہم نے اُن کے نقشِ قدم پر اُن کی شریعت پر چلنے والے اُنکی پیروی کرنیوالے رسولوں کو بھیجا اور ان رسولوں میں عیسیٰ بن مریم بھی شامل ہیں جو کہ سابقہ شریعت ہی پر چلنے والے تھے اور ان کو ہم نے انجیل بیشک دی تھی جو کہ بشارات کا مجموعہ تھی ٭

شاید کوئی اعتراض کرے کہ یہاں پر تو حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی ذُرّیت کے متعلق ذکر ہے کہ اُن میں نبوّت اور کتاب رکھی نہ کہ حضرت موسیٰؑ کا جو کہ کئی سو برس کے بعد ہوئے ہیں۔ وہ ذرّیت میں شامل نہیں کیئے جا سکتے ٭

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت اپنی تفسیر آپ ہی کر رہی ہے کہ یہاں پر صاحب شریعت انبیاء کا ذکر ہے اور تابع انبیاء کا ذکر ثُمّ قَفَّیْنَا کے بعد فرمایا ہے۔ اور صاحب شریعت انبیاءؑ کی فہرست میں حضرت موسیٰؑ بھی شامل ہیں دوسرے حضرت نوحؑ کے بیٹوں کے متعلق توریت سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ نبی تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذرّیت میں نبوّت اور کتاب رکھی اس لئے یہاں پر اس ذُرّیت کے معنی صلبی اولاد کے نہیں ہو سکتے نسل نوح کے معنی ہو سکتے ہیں۔ اگر صلبی اولاد کے معنی لیئے جائیں تو قرآن کریم تو کہتا ہے کہ اُن کی ذرّیت میں نبوّت اور کتاب رکھدی۔ مگر واقعات اس کے خلاف ہیں۔ کیونکہ حضرت نوحؑ کے بیٹوں میں سے کوئی صاحب شریعت نبی نہ تھا۔ ہاں البتہ حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹوں کے متعلق قرآن میں آیا ہے کہ وہ نبی تھے۔ مگر وہ صاحب شریعت نہ تھے۔ لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں پر صاحب شریعت انبیاء کا ذکر ہے کہ اُن کی ذُرّیت میں نبوّت اور کتاب رکھدی - اگر یہاں پر ذُرّیت سے مراد صلبی بیٹے لئے جائیں۔ تو واقعات کے خلاف ہونگے کیونکہ وہ صاحب شریعت نہ تھے۔ اور ان کے علاوہ دوسرے بیٹے بھی ہوئے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی نبی نہ تھا اس لئے ثابت ہُوا کہ سب کی سب ذُرّیت صاحب نبوّت نہ تھی۔ اسواسطے ماننا پڑا کہ ذُرّیت سے مراد نسل ہے کہ آپکی نسل میں سے نبی اور صاحب کتاب رسول ہُوا کرینگے

تیسرے قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ کے بیٹے آپکی شریعت پر ہی کاربند رہتے تھے۔ اور اسی پر کاربند رہنے کی حضرت ابراہیم ؑ اپنی اولاد کو وصیّت فرماتے ہیں۔ اگر وہ صاحب شریعت ہوتے تو پھر ایسی وصیّت کی ضرورت نہ تھی وہ خود ہی اپنی شریعت پر کاربند رہ سکتے تھے۔ جیساکہ فرمایا ہے :-

ووصّٰی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب	اور وصیّت کی اس کی ابراہیم ؑ نے اپنی اولاد کو اور
یٰبَنِیَّ اِنّ اللہ اصْطَفٰی لکم الدین	یعقوب نے بھی اے میرے بیٹو یقیناً اللہ نے
فلا تموتنّ الّا وانتم مسلمون	چُن لیا ہے تمھارے لئے دین۔ پس ہرگز ہرگز نہ مرو مگر
البقرہ آیت ۱۳۳	اس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو -

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد صاحب شریعت نہ تھی۔ وہ اپنے باپ ابراہیم ؑ ہی کے دین پر چلتے تھے ؎

چوتھے ذُرّیت میں حضرت موسیٰ ؑ بھی شامل ہیں۔ کیونکہ آپؑ بھی نسل ابراہیم ؑ سے ہیں اور یہاں پر ذُرّیت سے مراد نسل نوح ؑ اور نسل ابراہیم ؑ ہیں۔ اگر محض صلبی بیٹے ہی مراد لئے جائیں تو آیت فمنھم مھتدٍ وکثیرٌ منھم فسقون کے خلاف ہونگے۔ کیونکہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ بعض ہدایت یافتہ تھے اور اکثر نافرمان تھے۔ اب اگر یہاں ذُرّیت سے صلبی اولاد مراد لی جائے تو واقعات کے خلاف معنی ہونگے۔ کیونکہ حضرت نوح ؑ کے چار بیٹوں میں سے ایک نافرمان تھا۔ اور حضرت ابراہیم ؑ کے دو بیٹے تو نبی تھے اور باقی بھی فرمانبردار تھے۔ گویا کثیر حصہ ہدایت یافتہ تھا اور محض ایک نافرمان تھا۔ مگر آیت سے صاف ظاہر ہے کہ بعض ہدایت پر تھے اور اکثر نافرمان تھے۔ اس لئے ضرور ہے یہاں ذُرّیت سے مراد نسل لیجائے اور اس نسل میں جن کو کتاب ملی۔ حضرت موسیٰ بھی ضرور شامل ہیں اور کثیر حصہ اُن کی نسل کا ہدایت پر قائم نہ رہا تھا۔ اسی لئے فرمایا وکثیرٌ منھم فٰسقُوْن -

پانچویں قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ ذُرّیت ابراہیم ؑ میں شامل ہیں۔ جیساکہ فرمایا ہے :-

ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب کلًّا	اور عطا فرمائے ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب
ھدینا ونوحًا ھدینا من قبل ومن	اور ہر ایک کو ہدایت کی ہم نے اور نوح ؑ کو ہدایت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذریتہٖ داؤد و سلیمٰن و ایوب و یوسف و موسٰی و ھٰرون - الانعام آیت ۸۵ | کہ ہم نے اس سے پہلے اور اسکی ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب و یوسف اور موسٰی اور ہارون کو ہدایت کی۔ الخ

اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں حضرت موسٰیؑ اور ہارون کو شامل فرمایا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ جعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتٰب میں حضرت موسٰیؑ بھی شامل ہیں جن کو کتاب شریعت ملی اور تابع انبیاءؑ کا ذکر ثمّ قفّینا علٰٓی اٰثارھم برسلنا میں فرمایا ہے۔ اور ان میں حضرت موسٰیؑ شامل نہیں کیئے جا سکتے۔ اس لئے زرقانی صاحب کا اعتراض محض اُن کے وہم و گمان کا نتیجہ ہے۔ خواہ مخواہ انہوں نے قفّینا کے لفظ کے بعد بلا دلیل ہی حضرت موسٰیؑ کو شامل کر لیا ہے ہاں حضرت عیسٰیؑ شامل ہو سکتے ہیں اور اسی لئے قرآن کریم میں ان کا علیحدہ نام لیکر قفّینا کے بعد ذکر کیا ہے تاکہ بعد میں کوئی یہ کہنے کی جرأت نہ کرے کہ حضرت عیسٰیؑ کا ذکر تو اِن غیر صاحب شریعت انبیاءؑ میں نہیں ہے۔

اب اس ساری بحث سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسٰیؑ کا ذکر جو سورہ المائدہ میں آیا ہے جہاں پر وقفّینا علٰٓی اٰثارھم فرمایا ہے اور جس کا زرقانی صاحب نے ذکر کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے حضرت عیسٰیؑ کو انبیاء بنی اسرائیل کے نقشِ قدم پر بھیجا اور آپ شریعت کی کوئی کتاب لیکر نہیں آئے۔ اگر شریعت لائے ہوتے تو کبھی قفّینا علٰٓی اٰثارھم کے الفاظ آپکے متعلّق نہ آئے ہوتے اور اگر کوئی بھائی یہ ثابت کر دے کہ صاحب شریعت انبیاءؑ کے متعلّق بھی ایسے الفاظ قرآن کریم میں آتے ہیں تو اُس کو لازم ہے وہ نام لیکر کسی نبی کا حال لکھے جن کے متعلّق قفّینا علٰٓی اٰثارھم بعیسی ابن مریم کی طرح کے الفاظ وارد ہوتے ہوں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور میں کہتا ہوں قیامت تک وہ ایسا ثابت نہیں کر سکینگے تو پھر اُن کے سب دلائل کی بُنیاد محض ریت پر قائم ہے جو کبھی استوار نہیں رہ سکتی ؏

اپریل فول

یورپ میں اپریل فول کی رسم مدت دراز سے چلی آتی ہے یکم اپریل کو لوگ کسی سادہ لوح کو مرکز تضحیک بنا لیتے ہیں حسنِ مذاق اور تہذیب و اخلاق کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیتے۔ ہندوستان میں تقلید بھی کی جاتی ہے تو نہایت بھونڈے انداز پر۔ غالباً یہاں کے لوگوں کو معلوم نہیں کہ جس رسم کی بھونڈی نقالی وہ اس شوق سے کرتے ہیں اس کی اصلیت کیا ہے۔ بہت قدیم زمانہ میں جبکہ یورپ میں موجودہ تہذیب کا نام بھی نہ تھا اور لوگ عام طور پر مشرک اور بت پرست اور جاہل تھے یہ رسم شروع ہوئی تھی لوگ کسی بھولے بھالے آدمی کو فضول بے معنی پیغام دیکر بھیجتے تھے اور اس شخص کو اپریل فول کہکر اس کی ہنسی اڑاتے تھے یہ رسم اسی زمانہ کی یادگار ہے سکاٹ لینڈ ایسے شخص کو کاؤک یعنی کوئل اور فرانس میں اپریل کی مچھلی کہا جاتا ہے اسلئے کہ کوئل اور مچھلی دونو اپنے بھولے پن کی وجہ سے جلد قابو میں آجاتے ہیں یورپ کے بعض اخبار اس موقع پر اپنے ناظرین کو حیران کرنے والی خبریں یا مضمون بھی شائع کرتے ہیں۔ مگر ایسے طریق پر کہ نہ دہشت پھیلے نہ کسی کی توہین یا دلآزاری ہو۔ ہندوستان میں اس بے ضرر تفریح کو بھی دہشت پھیلانے اور انتقام لینے کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ اسلام میں تو سرے سے ایسی باتوں کو کسی صورت میں جائز ہی نہیں رکھا گیا پس مسلمانوں کو اس رسم سے بکلی مجتنب رہنا چاہیئے ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترقیات سلسلہ احمدیہ
بعہد مبارک
خلافت ثانیہ

یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ اور اس کے لئے بلحاظ وقت و صفحات گنجائش کم ہے۔ اس لئے میں صرف ان دفاتر اور اداروں کا ذکر سرسری کئے دیتا ہوں۔ جن کے ذریعے خلافت کی برکات دنیا کے کناروں تک منتشر ہو رہی ہیں۔ صرف اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ گذشتہ ۱۹ سال میں ہم کسقدر ترقی کر چکے ہیں اور کتنا بڑا وسیع کام ہمارے سامنے ہے۔ (مصباح)

دفتر پرائیویٹ سکرٹری اس دفتر کے ذریعے خلافت کے احکام و منشورات نافذ ہوتے ہیں۔ اور جماعت کے افراد کے خطوط دعائیہ و مسائل مستفسرہ کا جواب دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا مال بھی اسی کے ذریعے تقسیم ہوتا ہے۔ مجلس شادرت کا اہم کام بھی اسی کے سپرد ہے۔ بیعت کنندگان کے اسماء محفوظ ہوتے ہیں۔ اخراجات عملہ و سائر مع نذرانہ قریباً تیس ہزار سالانہ ہیں ؛

۲- **دفتر ناظر اعلیٰ** جس کے ذمے تمام نظارتوں کی نگرانی اور ان کا باہم تعلق ہے۔ اور مجلس معتمدین برائے فیصلہ جات کا انعقاد۔ خرچ سالانہ دس ہزار ؛

۳- **دفتر قضاء۔** ۴- **دفتر افتاء۔**

۵- **دفتر محاسب** جو تمام رقوم کی آمد و خرچ کے حساب کو باقاعدہ رکھتا ہے۔ خرچ سالانہ قریباً ۹ ہزار ؛

۶- **دفتر جائداد** - جس کے ذریعے سلسلہ کی تمام جائداد کا اندراج اور اس کی حفاظت ہوتی ہے ؛

۷- **دفتر آڈیٹر** - جو حساب کو چیک کرتا ہے ؛

۸- **دفتر مقبرہ بہشتی** - جس میں جماعت کے مخلصین کی وصایا رکھی جاتی ہیں۔ سنہ ۱۳ء میں ۷۳۲ موصی تھے تو سنہ ۳۱ء میں ۳۴۵۰ اور سنہ ۳۳ء میں ۳۸۷۹ ہیں۔ خرچ سالانہ سات ہزار ہے ؛

۹- **دفتر تعمیر۔**

۱۰- **دفتر نظارت بیت المال** - جو ہر قسم کی آمدنی کا ذمہ وار ہے۔ اسکے ماتحت کئی کلرک اور بیرونجات میں محصلین کام کرتے ہیں۔ خرچ سولہ ہزار سالانہ ہے ؛

۱۱- **دفتر نظارت تالیف و تصنیف** - قرآن مجید کے انگریزی اور اردو ترجمے تفسیر اور دیگر ضروری دینی کتب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تالیف و تصنیف کا کام ہوتا ہے۔ اور ایک عظیم الشان لائبریری ہے۔ جس میں حضرت خلیفہ اوّل اور مفتی محمد صادق صاحب اور اسی قسم کے دیگر کتب خانے اسکی نگرانی میں ہیں۔ خرچ چار ہزار سالانہ ؁

۱۲۔ دفتر نظارت ضیافت۔ یتامیٰ۔ مساکین۔ مہاجرین۔ غرباء۔ اور اہل بیت کے وظائف اور مستقل اور غیر مستقل مہمانوں کے کھانے اور جلسہ سالانہ اور مجلس مشاورت اور دیگر تقاریب مرکزی متعلق سلسلہ کے اخراجات اور انتظامات اسی کے ذریعے ہوتے ہیں خرچ قریباً ۳۵ ہزار روپے سالانہ ہے۔ سال میں قریباً سوا لاکھ اشخاص کھانا کھاتے ہیں۔ اخراجات جلسہ اکیس ہزار روپے پچیس ہزار کا مجمع ہوتا ہے۔ دار الشیوخ میں قریباً ستر معذورین کا الگ انتظام ہے ؁

۱۳۔ دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ اس کے ماتحت کئی مبلغین اندرون ہند و بیرون ہند کام کرتے ہیں۔ پچیس تیس پیڈ مبلغین اندرون ہند ہیں اور چودہ پندرہ بیرون ہند اور ان کے علاوہ اعزازی مبلغین تو کثیر ہیں ؁

اندرون ہند۔ پنجاب۔ سرحد۔ سندھ۔ یو۔پی۔ بمبئی۔ اچھوت اقوام۔

بیرون ہند۔ شام فلسطین۔ لنڈن۔ امریکہ۔ سماٹرا۔ جاوا۔ مغربی افریقہ (گولڈ کوسٹ) نائیجیریا۔ مشرقی افریقہ۔ مصر۔ اخراجات قریباً ۶۶ ہزار سالانہ ؁

۱۴۔ دفتر نظارت تعلیم و تربیت۔ اس کے ماتحت مرکز کا تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ جامعہ احمدیہ، مدرسہ احمدیہ۔ گرلز سکول احمدیہ ہوسٹل لاہور اور بیرونی احمدیہ سکول ہیں ؁ صرف نظارت کے دفتر کا خرچ قریباً بائیس ہزار ہے ؁

۱۵۔ جامعہ احمدیہ میں دو کلاسیں مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طلباء کیلئے جن کے ذریعے ہر سال کئی مولوی فاضل کے امتحان میں پاس ہوتے ہیں۔ اسوقت خدا کے فضل سے ایک سو تک مولوی فاضل ہو چکے ہیں۔ اور دو کلاسیں مبلغین کی ہیں۔ جن میں مولوی فاضل اپنی دینی قابلیت بڑھاتے ہیں۔ تعداد طلباء قریباً ستر خرچ آٹھ ہزار سالانہ ہے ؁

۱۶۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں چھ سو طلباء ہیں خرچ تیس ہزار سالانہ ہے ؁

۱۷۔ مدرسہ احمدیہ۔ اسمیں سات جماعتیں ہیں۔ اسکا سالانہ خرچ چودہ پندرہ ہزار ہے حفظ قرآن مجید کی ایک جماعت بھی ہے۔ ایک متفرق کلاس ہے جسمیں مختلف قابلیتوں کے طلباء اپنی اپنی ضرورت کے مطابق تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ طلباء کی تعداد دو سو ہے۔ بورڈرز قریباً ایک سو ؁

۱۸۔ گرلز سکول انٹرنس تک ہے۔ خدا کے فضل سے کئی لڑکیاں "مولوی" کا امتحان پاس کر چکی ہیں اور اسکے بعد بعض انگریزی میں ایف۔ اے تک امتحان پاس کر چکی ہیں اور بعض ایف۔ اے، بی۔ اے کی تعلیم پا رہی ہیں۔ خرچ پانچ ہزار سالانہ ہے۔ کل تعداد طالبات ۲۵۰ ؁

۱۹۔ امور عامہ۔ جماعت کا اندرونی سیاسی و معاشرتی و تمدنی انتظام، رفع تنازعات۔ نکاح۔ شادی خرچ دس ہزار سالانہ ؁

۲۰۔ نظارت امور خارجہ۔ حکومت اور بیرون جماعت سے تعلق ہے ؁

۲۱۔ نور ہاسپٹل۔ قریباً چھ ہزار سالانہ خرچ ہے لیکن خدمات اس خرچ کے مقابل میں بہت زیادہ ہیں کئی اہم اور نازک مرضوں کا علاج ہوتا ہے۔ کل اخراجات سالانہ ان دفاتر کے تخمیناً تین لاکھ ہیں اور تجارتی صیغے وغیرہ ملا کر کوئی سات لاکھ کا بجٹ ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاوہ تجارتی صیغوں کے اور کئی ادارے ہیں۔ مثلاً احمدیہ سٹور ہے جسمیں چالیس ہارس پاور کا انجن کام کرتا ہے۔ سٹار ہوزری ہے دفتر پراویڈنٹ فنڈ ہے جسمیں کارکنوں کا پراویڈنٹ جمع ہوتا ہے قریباً نوّے ہزار ہے۔ اور تجارت وغیرہ پر لگایا جاتا ہے۔ دفتر آل انڈیا کشمیر کمیٹی ہے۔ جس نے کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زیر ہدایات بہت بڑی خدمات ادا کی ہیں اور جسمیں ہماری جماعت نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اور اپنی آمدنیوں سے ماہوار ایک حصّہ اسکے لئے باقاعدہ مقرر کر رکھا ہے۔ اور اب تک قریباً پینتالیس ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اور سلسلے کے بہترین اور تجربہ کار علماء فضلاء وکلاء نے جو وقت دیا اور اپنا کام چھوڑ کر اس خدمت میں لگے رہے۔ اور کئی اسیروں کی رستگاری اور غریبوں کی امداد کا موجب ہوئے۔ وہ الگ ہے ٭

۲۲۔ **دفتر طبع و اشاعت**۔ جس سے اخبار **الفضل**۔ ہفتہ میں تین بار۔ اُردو رسالہ **ریویو آف ریلیجنز** ماہوار۔ اور عورتوں کے لئے **مصباح** مہینے میں دو بار نکلتا ہے۔ خرچ تیس ہزار روپیہ سالانہ۔ **ریویو انگریزی** ساٹھ صفحے پر نہایت شاندار نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں اخبار **فاروق** ہفتہ وار نکلتا ہے۔ اور **نور** پندرہ روزہ۔ **جامعہ احمدیہ** رسالہ سہ ماہی ہے۔ اور **تعلیم الاسلام میگزین** ہائی سکول کی طرف سے ٭

۲۳۔ دو سٹیم پریس کام کرتے ہیں۔ ضیاء الاسلام پریس اور اللہ بخش سٹیم پریس۔ بیسیوں کتب و ٹریکٹ و اخبار چھاپے جاتے ہیں۔ پھر بھی کام چھپوائی کا باہر بھیجنا پڑتا ہے ٭

۲۴۔ **دفتر یسّرنا القرآن**:۔ مکرمی پیر منظور محمد صاحب نے یہ قاعدہ حضور ہی کی تعلیم کے لئے مرتب کیا تھا خدا تعالیٰ نے اسکو یہ مقبولیت دی کہ عہد خلافت ثانیہ میں تین لاکھ شائع ہو چکا ہے۔ اور اسی طرز پر قرآن مجید لکھا ہوا ہزارہا چھپ چکا ہے۔ پیر صاحب ۱۵، ۱۶ سال سے بوجہ معذوری مکان سے باہر نہیں نکل سکتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا اعجاز آپسے دینی خدمت لے رہا ہے ٭

۲۵۔ انہی ۱۹ سالوں میں مہاجرین کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور اچھے اچھے عہدہ دار پنشن پا کر یا کاروبار وطن میں چھوڑ کر یہاں قادیان میں آ بسے ہیں۔ سمال ٹون کمیٹی قائم ہو چکی ہے۔ اس کا دفتر اور ٹاؤن ہال حال ہی میں تعمیر ہوئے بہت شاندار اور وسیع۔ مولانا شیر علی صاحب کے مکان کے پاس۔ شہر چھ وارڈوں میں منقسم ہے ٭

وارڈ نمبر ۱ اسمیں خالص احمدی محلے دار الفضل و دار البرکات ہیں، ۱۸۵ نو تعمیر مکانات۔ مسجد وسیع تعمیر ہوئی ہے

وارڈ نمبر ۲ محلہ دار الرحمت و دار العلوم خالص احمدی۔ ۱۹۲ مکانات نو تعمیر ہیں۔ دار الرحمت میں مسجد پختہ احمدیوں نے بنائی ہے۔ دار العلوم میں ہائی سکول و جامعہ احمدیہ و بورڈنگ کی عمارات کے علاوہ نصرت گرلز سکول ہے حکیم محمد عمر صاحب کا وسیع مکان بیس ہزار روپے سے خرید کر تین ہزار روپیہ مزید لگا کر حسب منشاء عمارت بنائی گئی ہے۔ مذبح بھی اسی محلہ میں ہے ٭

وارڈ نمبر ۳۔ محلہ اہل ہنود ۲۶۷ مکانات۔ احمدیوں کے بھی مکانات ہیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وارڈ نمبر ۴ - قدیمی آبادی سے مخلوط - محلہ کمہاراں وغیرہ ۲۸۳ مکانات ۔

وارڈ نمبر ۵ - جس میں مدرسہ احمدیہ مہمان خانہ وغیرہ ہے ۲۲۴ مکانات ۔

وارڈ نمبر ۶ - اس میں حضرت صاحب کے مکانات اور دیگر قدیمی آبادی ہے ۳۰۶ مکانات، اس طرح پر قریباً ۱۵۰۰ مکانات ہو چکے ہیں۔ جن کا ۳/۴ حصہ احمدیوں کا ہے۔ آبادی ۱۹۱۳ء سے قریباً دُگنی ہے ۔

۲۶ - منارۃ المسیح اسی عہد میں مکمل ہُوا۔ اس پر کلاک چاروں طرف لگائے گئے ہیں۔ اور گیس کے ہنڈے چاروں طرف رات کو روشنی پھیلاتے ہیں ۔

۲۷ - مسجد اقصیٰ کے تمام صحن میں پختہ فرش لگا کر کنوئیاں وغیرہ نیچے کر کے کسی قدر اضافہ کر کے پہلے سے دُگنی گنجائش نکالی گئی تھی۔ اور اب سات آٹھ ہزار کے خرچ سے مزید مکان ملایا جا رہا ہے۔ کیونکہ اب جمعہ میں اتنی حاضری ہے۔ جس سے نصف جلسہ سالانہ پر ۱۳ء میں تھی ۔

۲۸ - اسی کے متصل ڈپٹیوں کا مکان خرید لیا گیا ہے۔ اور تین ہزار روپیہ مزید مرمت پر خرچ کر کے ایک شاندار عمارت کی شکل بنائی گئی ہے۔ اس میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کا بیشتر حصہ ہے۔ ایوان نظارت ۔

۲۹ - ٹیلیفونوں کا سلسلہ دفاتر میں قائم ہے۔

بیت المال - محاسب - لائبریری - قصرِ خلافت دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی عمارتیں الگ ہیں ۔

۳۰ - ڈاکخانہ بھی نئی آبادی اور پرانی آبادی کے مابین ایک نئی خوبصورت عمارت میں منتقل کیا گیا ہے۔ اب ڈاکخانہ میں علاوہ پوسٹماسٹر کے چار کلرک کام کرتے ہیں۔ تار گھر بھی ہے ۔

۳۱ - ۱۹۲۹ء سے ریل بھی آ چکی ہے۔ اور ریلوے سٹیشن پر محلہ دار البرکات کے قریب شہر سے قریباً ایک میل مشرقی جانب ہے ۔

۳۲ - ایک نیا محلہ دار الانوار ہے۔ جہاں حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کوٹھی تعمیر ہوئی ہے اس دار میں مولانا عبد المغنی صاحب اور جناب درد صاحب اور جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے مکانات ہیں حضرت ام المومنین کا مکان بن رہا ہے اللّٰھم زد فزد

۳۳ - بیرونجات میں پانسو انجمنیں ہیں۔ جو صدر انجمن کی شاخیں ہیں اور اکثر حلقوں میں امراء جماعت کا تقرر ہے ۔

۳۴ - جماعت میں مالی جانی قربانی رُوح کا یہ عالم ہے کہ اس اقتصادی مشکلات کے زمانے میں اپنے امام کی آواز پر ۲ ماہ میں ایک لاکھ سے اوپر جمع کر دیا۔ اور پچھلا قرض اُتر گیا۔ چندہ عام ماہوار باقاعدہ الگ۔ بیسیوں گریجویٹ ایم۔ اے، بی۔ اے مولوی فاضل نوجوان زندگی وقف کر چکے ہیں۔ اور حضور کا ایما پاتے ہی۔ اپنے خرچ پر دنیا کے کسی کونے میں جانے پر تیار ہیں۔ اور جا چکے ہیں ۔ ملکانہ میں کئی سو احمدیوں نے تین تین ماہ اپنے خرچ پر کام کیا ۔

لٹریچر

حضور کی مندرجہ تقاریر و تصانیف شائع ہوئی ہیں جو ہر ایک ان میں سے معارف و حقائق کا گنجینہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اسلام میں اس پایہ کی علمی اور مفید کتابیں شائع نہیں ہوئیں۔ دیکھ کر مقابلہ کر لیجئے ۔

(۱) منصبِ خلافت (۲) برکات خلافت (۳) انوار خلافت (۴) حق الیقین (۵) منہاج الطالبین (۶) لیکچر شملہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۷) تقدیر الٰہی۔ (۸) عرفان الٰہی۔ (۹) ملائکۃ اللہ۔ (۱۰) نجات۔ (۱۱) تحفۃ الملوک (۱۲) حقیقۃ النبوۃ۔
(۱۳) ترک موالات (۱۴) احمدیت حقیقی اسلام (۱۵) دعوۃ الامیر اُردو (۱۶) ہستی باری تعالےٰ۔
(۱۷) نماز انگریزی (۱۸) دنیا کا محسنؐ (۱۹) حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے (۲۰) تحفۂ لارڈ ارون۔
(۲۱) سیاسی مسئلہ کا حل اُردو (۲۲) تبصرہ نہرو رپورٹ

قابل توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دُور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کیلئے بہترین موقع ہے۔
ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ ارسینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۲ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴½ روپے ۰ نصف ۲½ روپے ۰ فی سطر ۴؎

مینجر ریویو اردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس - کے برمن

ڈی ایس

ڈاکٹر - ایس - کے - برمن

لمیٹڈ

منعقدہ

سٹار

SKB

ٹریڈ مارک

رجسٹرڈ

سنہ ۱۸۸۴ء

پچاس برس سے مشہور و معروف دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

آپ اور آپ کے بچے استعمال کریں

REGD. **ڈابر چون پراش ادلیہ**

(کلیجہ - پھیپھڑہ - و جسم کی نقاہت کیلئے مثل آب حیات رسائین)

یہ بیمار - تندرست - بچے - بڈھے - مرد - عورت سبھی کے لئے مفید ہے۔ کھانے میں خوش ذائقہ ہے - اس کے متواتر استعمال سے عمر دراز ہوتی ہے - اور بیمار ہونے کا خوف نہیں رہتا -

قیمت ایک پاؤ - بیس خوراک کی شیشی ڈیڑھ روپیہ ۱/۸ محصول ڈاک چودہ آنہ ۱۴/

REGD. **لال شر**

(لال شربت)

اس سے بچوں کی ہڈی مضبوط - جسم طاقتور اور خون گاڑھا ہوتا ہے - بچے ہمیشہ چست و چالاک اور خوش و خرم رہتے ہیں - میٹھا اور خوش ذائقہ ہونیکے سبب بڑے شوق سے پیتے ہیں - پرسوتی کی کمزوری اور دودھ کی کمی دور کرنیکی اس میں بیحد طاقت ہے -

قیمت فی شیشی تیرہ آنہ ۱۳/ محصول ڈاک دس آنہ ۱۰/ نمونہ دو آنہ ۲/

صرف ایجنٹوں ہی سے مل سکتا ہے

ڈابر جنتری سنہ ۱۹۳۳ء بلاقیمت مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔

نوٹ :- ہماری دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں - بغرض کفایت محصول ڈاک اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدیئے ؁

حیفہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ :- گورداسپور میں ایجنٹ کی ضرورت ہے ؁

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؁